۱۲۰؎ یہ ماقبل ہی کی تفصیل ہے۔ یعنی اگر ہم ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھادیں مثلاً ان پر فرشتے اتار دیں (لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ الخ) اور مردے زندہ ہو کر ان سے باتیں کرنے لگیں (فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (دخان ع ۲) اور ہر چیز جو وہ چاہیں اٹھا کر ان کے سامنے کردیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے۔ گمراہی کے تین درجات (۱) سلب انابت الی اللہ (۲) ضلال اور (۳) مہر جباریت ہیں سے تینوں ان میں موجود تھے ۱۲۱؎ زخرف القول۔ یعنی غلط اور باطل بات جسے خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے یہ نہ ماننے کی پانچویں وجہ ہے علی سبیل الترقی۔ جس طرح شیاطین جن وانس ہر پیغمبر کے دشمن ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے پیغمبر کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ وَکَلَّمَهُمُ
اور اگر ہم ۱۲۰؎ اتاریں ان پر فرشتے اور باتیں کریں

الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ کُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا
ان سے مردے اور زندہ کردیں ہم ہر چیز کو ان کے سامنے

مَّا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ
تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ

لٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَکَذٰلِکَ
لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں اور اسی طرح ۱۲۱؎

جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ
کردیا ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شریر آدمیوں کو

وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ
اور جنوں کو جو کہ سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی

الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْهُ
باتیں فریب دینے کے لئے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے

فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓی اِلَیْهِ
سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ اور اس لئے کہ مائل ہوں ان ۱۲۲؎

اَفْئِدَةُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ
ملمع کی باتوں کی طرف ان کے دل جن کو یقین نہیں آخرت کا اور

لِیَرْضَوْهُ وَلِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾
وہ اسی کو پسند بھی کرلیں اور کئے جاویں جو کچھ برے کام کر رہے ہیں ف۱

اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّهُوَ الَّذِیْٓ
سو کیا اب اللہ کے ۱۲۳؎ سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے ف۲

کے دشمن (شیاطین انس وجن) یہ کام سرانجام دے رہے ہیں اور مسئلہ توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے پھر رہے ہیں۔ مثلاً یہ شخص بے ادب ہے اور بزرگوں کی بے ادبی کرتا ہے اس سے بچو۔ تائید۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ (حج ع۷) یعنی جب اللہ کا پیغمبر اللہ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا اس وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں اس کے بارے میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا۔ ۱۲۲؎ یعنی مائل ہو جائیں اِلَیْهِ کی ضمیر زخرف القول کی طرف راجع ہے وَلِتَصْغٰٓی۔ غُرُوْرًا پر معطوف ہے کیونکہ وہ مفعول لہٗ ہے بمعنی لیغروهم یا واو زائدہ ہے اور لتصغی جعلنا کے متعلق ہے ولیرضوه ولیقترفوا۔ لتصغی پر معطوف ہیں۔ یعنی تاکہ وہ اسی زخرف القول، جھوٹی بات کو پسند کریں اور بداعمالیوں میں منہمک رہیں۔ ۱۲۳؎ یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بیان ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب بھی اتار دی جس میں صاف صاف فرما دیا کہ سب کچھ جاننے والا اور سب کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اب میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے اور ہمارے درمیان یہود یا نصاریٰ کے کسی بہت بڑے عالم کو حَکَم (جج) مقرر کرلیں تاکہ وہ آپ کے بارے میں اور آپ کے دین کے بارے میں اپنی کتاب کا فیصلہ سنا دے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو حَکَم نہیں مان سکتا۔ (رد ۷)

موضح قرآن ف۱ یہ کئی آیتیں اس پر اتریں ہیں کہ کافر کہنے لگے مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے فرمایا کہ ایسے فریب کی باتیں ملمع شیطان سکھاتے ہیں انسانوں کو شبہ ڈالنے کو عقل کا حکم نہیں۔ حکم اللہ کا ہے۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اس کے نام کو برکت ہے جو اس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مر گیا سو مردار۔

۱ منکرین کے تین درجے ہو سکتے ہیں۔ عدم انابت یعنی حق قبول نہ کرنا ۲ ضلال کرنا ۳ مہر جباریت کرنا۔ یہاں تینوں درجے مراد ہیں ۔۔۔ پانچویں وجہ یعنی مسئلہ توحید کی تعلیم کی وجہ سے شیاطین پیغمبر کے دشمن ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے ہیں

فتح الرحمن ف۱ یعنی آنچہ لائق ایشان است ۱۲ ف۲ در سور نہائے مکیہ مذکور شدہ است کہ یہود تصدیق میکنند قرآن را و در سور نہائے مدنیہ مذکور شدہ است کہ یہود تکذیب میکنند آنرا و وجہ تطبیق آنست کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ بود ہنوز دعوت یہود نکرده بود ہمہ بصدق قرآن معترف بودند کہ حکم آن بر عرب لازم است و عکس از ایشان انکار نکردند چون ہجرت فرمود ایشان را دعوت کرد بعناد در آمدند در سیرت ابن اسحاق چند قصہ باین مضمون مذکور است واللہ اعلم ۱۲ یا مید انند کہ نزول وحی میشود و آدمی را خدائے تعالیٰ پیغامبر میسازد در حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و در قرآن دلائل صدق موجود است ۱۲ ع از اینجا تا آخر در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد ۱۲ سجاد بخاری۔

۱۲۴ھ الکتاب سے تورات وانجیل مراد ہے اور موصول سے علماء یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ والمراد بالکتاب التوراة والانجیل۔۔۔۔ والمراد بالموصول اما علماء الیہود والنصارٰی الخ (روح ج ۸ ص۹) یہ علماء یہود ونصاریٰ سے دلیل نقلی ہے یعنی وہ تورات وانجیل کی روشنی میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ توحید اور اس کے علاوہ جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ سب حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے فلا تکونن میں خطاب ہر سامع کو ہے **۱۲۵ھ** کلمۃ سے یا اللہ کا دین مراد ہے یا دعوائے توحید۔ وتمت ای بالدلائل العقلیة والنقلیة ودلائل الوحی یعنی دعوائے توحید عقل ونقل اور وحی کے دلائل سے کامل اور واضح ہو چکا ہے لا مبدل لکلمٰتہ اس دعوائے توحید کو بدلنے والا کوئی نہیں وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ واؤ تعلیلیہ ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے اور مبتدا اور خبر معرفہ ہونے کی وجہ سے یہ ترکیب مفید حصر ہے۔ یعنی ہر چیز کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہر چیز کو جاننے اور سننے والا ہوتا تو اسے بدلنے کا اختیار بھی ہوتا اذ لیس فلیس سورۂ کہف ع۴ میں فرمایا۔ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمٰتہ اور اسکی دلیل ولن تجد من دونہ ملتحدًا سے بیان فرمائی مطلب یہ کہ جب ہر چیز کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں تو اس کے کلمات کو بدلنے والا بھی کوئی نہیں۔ **۱۲۶ھ** یہ زجر ہے اکثر من فی الارض مراد مشرکین ہیں والمراد باکثرہم الکفار (روح) سبیل اللہ سے مراد توحید باری تعالیٰ یعنی اگر آپ کفار ومشرکین کی بات مان لیں گے تو وہ تو آپ کو توحید کی راہ سے ہٹانے ہی کی کوشش کریں گے اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ الخ آپ کے پاس تو اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے اور آپ کا علم علم الیقین ہے مگر مشرکین کے پاس ظن وتخمین کے سوا کچھ نہیں وہ محض ظن کی بنا پر شرک کر رہے ہیں يَخْرُصُوْنَ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ کی طرف ولد (نائب) اور شرکاء کی نسبت کرتے ہیں والمراد انھم یکذبون علی اللہ تعالیٰ فیما ینسبون الیہ جل شانہ کاتخاذ الولد وجعل عبادة الاوثان ذریعة الیہ سبحانہ (روح ج ۸ ص۱۲) **۱۲۷ھ** اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ (راہ توحید) سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آپ ان سے خبردار رہیں۔

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ
اتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ
ہم نے کتاب دی ہے ۱۲۴ھ وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے
مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو مت ہو
الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
شک کرنے والوں میں سے ۱۲۵ھ اور تیرے رب کی بات پوری
صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اس کی بات کو
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ
اور وہی ہے سننے والا جاننے والا اور اگر تو کہنا مانے گا ۱۲۶ھ
اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ
اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ
اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور
اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں ف۱ تیرا رب خوب ۱۲۷ھ
اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ
جاننے والا ہے اس کو جو بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ہے
بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
ان کو جو اس کی راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اس جانور ۱۲۸ھ میں سے جس پر نام لیا گیا ہے

حصّہ دوم — نفی شرک فعلی

۱۔ تحریمات غیر اللہ ۲۔ تحریمات اللہ ۳۔ نذور غیر اللہ

سورۂ انعام کے حصہ اول میں نفی شرک اعتقادی کا بیان تھا۔ اب دوسرے حصے میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ یہ حصہ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (ع ۱۴) سے لے کر ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنچہ کافران درباب تحریم وتحلیل اشیاء شبہات میکرد ند باطل است ۱۲

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (ع ۱۹) تک ہے اس حصے میں شرک فعلی کی تین شقیں مذکور ہیں۔ تحریمات اللہ ایک دفعہ اور نذر غیر اللہ کو بھی چار عنوانوں سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے اور آگے آرہا ہے۔ ۱۲۸ے تحریمات غیر اللہ کا ذکر پہلی بار مِمَّا سے مراد وہ جانور ہیں جن کو مشرکین نے اپنے معبودوں کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ فرمایا جن جانوروں کو خالصۃً اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو ان کو کھاؤ یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حلال کیا ہے ان کو حلال سمجھ اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کرو اور اپنی طرف سے تم نے جو تحریمات کر رکھی ہیں ان کو اٹھا دو۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا الخ مذکورہ بحیرہ سائبہ وغیرہ جانوروں میں سے جن کو خالصۃً اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو تم کھاؤ۔ مطلب یہ ہو کہ ان کو حلال سمجھو۔

اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ

اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے اور کیا سبب کہ تم

اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ

نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ

قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا

واضح کر چکا ہے ۱۲۹ے جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ

اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ

مجبور ہو جاؤ اس کے کھانے ۱۳۰ے پر ف ۱ اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں

بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اپنے خیالات پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ

حد سے بڑھنے والوں کو اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ ۱۳۱ے اور

بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ

چھپا ہوا جو لوگ ۱۳۲ے گناہ کرتے ہیں

سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا

عنقریب سزا پاویں گے اپنے کئے کی ف ۱ اور اس میں سے نہ

تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ

کھاؤ جس پر ۱۳۳ے نام نہیں لیا گیا اللہ کا اور

اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى

یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں

اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ

اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا

۱۲۹ے غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت کا پہلی بار ذکر۔ یہاں اجمال ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔ قَدْ فَصَّلَ ماضی کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محرمات کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے۔ تفصیل کہاں ہوئی ہے؟ اس سوال کے جواب میں اگر سورۂ مائدہ کا نام لیا جائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ سورۂ انعام مکی ہے اور سورۂ مائدہ مدنی ہے اور انعام کے بعد نازل ہوئی اس لئے وہ مراد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رح نے سورۂ نحل مراد لی ہے کیونکہ وہ نزول میں انعام پر مقدم ہے لیکن یہیں اشکال یہ ہے کہ نحل میں تفصیل نہیں اس میں صرف چار محرمات کا ذکر ہے۔ میتہ، دم، خنزیر اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ جبکہ زیادہ تفصیل تو خود انعام میں موجود ہے اس لئے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس سے محرمات کی یہی تفصیل مراد ہے جو انعام میں مذکور ہے اور قَدْ فَصَّلَ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس سے قبل تفصیل کر چکا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو تفصیل سے ذکر کر رہا ہے جو تم پر حرام ہیں جیسا کہ اس کے بعد رکوع ۱۹ کی ابتدا میں قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ الخ سے محرمات کو تفصیل سے ذکر فرمایا جیسا کہ سورۂ نور کی ابتدا میں فرمایا سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا امام رازی نے بھی اسی کے قریب قریب ہی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ فرماتے ہیں الاولی ان یقال المراد قوله بعد هذه الاٰیة قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ وان كانت مذكورة بعد هذه الاٰیة بقليل الا ان هذا القدر من التاخير لا يمنع ان يكون هو المراد والله اعلم (کبیر ج ۴ ص...)

۱۳۰ے یہ مَا حَرَّمَ سے استثناء ہے اور اس میں حالت اضطرار کا حکم بیان کیا گیا کہ حالت اضطرار میں یعنی جب بھوک کی وجہ سے زندگی تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بقدر سد رمق محرمات میں سے کھا لینا جائز ہے۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا الخ بہت سے لوگ دوسروں کو اپنے من گھڑت دین کی باتیں سنا سنا کر اللہ کے اصل دین توحید سے بہکاتے ہیں اس سے مشرک در گمراہ مولوی اور پیر مراد ہیں۔ مثلاً احبار و رہبان اور قسیسین جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے الْمُعْتَدِيْنَ اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والے، غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرنے والے اور غیر اللہ کے لئے نذریں نیازیں دینے والے بھی اس میں داخل ہیں۔ ۱۳۱ے ظَاهِرَ الْاِثْمِ جو گناہ ظاہری اعضاء سے کئے جائیں مثلاً شرک فعلی وغیرہ بَاطِنَهٗ جو گناہ دل سے کئے جائیں مثلاً شرک اعتقادی وغیرہ الشرك الجلی والخفی (مدارک ج ۲ ص...) المراد بظاهر الاثم افعال الجوارح و باطنه افعال القلوب الخ (خازن ج ۲ ص...) ۱۳۲ے یہاں الاثم سے مذکورہ ظاہری اور باطنی اثم ہی مراد ہے یہ تخویف اخروی ہے شرک فعلی اور شرک اعتقادی کرنے والوں کے لئے۔ ۱۳۳ے جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہیں لیا گیا انہیں مت کھاؤ یعنی ان کو حلال

موضح قرآن ف ۱ یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید یعنی میتہ حرام است الا وقت ضرورت تناول آن رخصت است واللہ اعلم ۱۲ –

نہ سمجھو وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۔ جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہ لیا جائے بلکہ غیر اللہ کا نام لیا جائے ان کو حلال جاننا فسق اور کفر ہے۔ فسق سے اس کا کامل درجہ یعنی کفر مراد ہے وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ
ای من الجن والانس ۔ یعنی شیاطین جن و انس اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے اور ان کو مشرکانہ افعال کی ترغیب دیتے ہیں وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اگر تم نے اے جماعت مؤمنین
ان کی بات مان لی اور تحریمات لغیر اللہ کو حرام اور نذور غیر اللہ کو حلال جاننے لگے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو یاد رکھو پھر تم بھی ان جیسے مشرک ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محرمات کو حلال جاننا اور اس کے
حلال کو حرام جاننا بھی شرک ہے قال الزجاج فیه دلیل علی ان کل من احل شیئا مما حرم الله او حرم شیئا مما احل الله تعالیٰ فهو مشرک الخ (کبیر ج ۴ ص ۲۰۳) **۱۳۴** بشارت

۱۴ ع ۱

اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ
تو تم بھی مشرک ہوئے ف۱ ف۱ بھلا ایک شخص جو کہ ۱۳۵ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ
وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ
کر دیا اور ہم نے اس کو دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے اس کو لوگوں میں
كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ
برابر ہو سکتا ہے اس کے کہ جس کا حال یہ ہو کہ پڑا ہے اندھیروں میں وہاں سے نکل نہیں سکتا
كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
اسی طرح مزین کر دیئے کافروں کی نگاہ ۱۳۵ میں ان کے کام ف۲ ف۲
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا
اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار
لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ
کہ حیلے کیا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں سو اپنی ہی جان پر
وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ
اور نہیں سوچتے ف۳ ف۳ اور جب آتی ہے ان کے پاس ۱۳۶ کوئی آیت
قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ
تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ نہ دیا جاوے ہم کو جیسا کہ دیا گیا ہے
رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
اللہ کے رسولوں کو ف۴ اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو کہ جہاں بھیجے
رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ
اپنے پیغام عنقریب پہنچے گی گنہگاروں ۱۳۷ کو ذلت
عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾
اللہ کے ہاں اور عذاب سخت اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے

وقف منزل · وقف غفران لازم

مع تخویف۔ یہ مومن و کافر اور موحد و مشرک کی تمثیل ہے۔ کفر و شرک کو موت اور ظلمت سے اور ایمان و توحید کو حیات اور نور سے تشبیہ دی یعنی جو شخص پہلے کافر و مشرک تھا اللہ نے اس کے مردہ دل کو زندگی عطا فرمائی اور اسے ایمان کی توفیق دے کر ہدایت کی روشنی عطا کی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو کفر و شرک کے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور ایمان کی توفیق اور ہدایت کی روشنی سے محروم ہے كَذٰلِكَ زُيِّنَ الخ یہ انکار کی چوتھی وجہ کا اعادہ ہے **۱۳۵** یہ نہ ماننے کی چھٹی وجہ ہے۔ اَكٰبِرَ ۔ جَعَلْنَا کا مفعول اول اور مُجْرِمِيْهَا مفعول ثانی یا برعکس لِيَمْكُرُوْا لام عاقبت یعنی ہر بستی کے بڑے بڑے لوگ مجرم ہوتے ہیں اور دین حق کے خلاف مکر و فریب کی چالیں سوچتے اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے رہتے ہیں وَمَا يَمْكُرُوْنَ الخ مکر و فریب کا وبال خود ان کی اپنی جانوں پر پڑے گا۔ اس سے وہ دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یعنی ما یحیق هذا المکر الا بهم لان وبال مکرهم یعود علیهم (خازن ج ۲ ص ۱۵۰) **۱۳۶** یہ شکوی ہے جب انکو کوئی معجزہ دکھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں وہ معجزات نہ دکھائے جائیں جو پہلے رسولوں نے دکھائے تھے اَللّٰهُ اَعْلَمُ الخ جواب شکوی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ مرتبۂ رسالت کی اہلیت کس شخص میں ہے اسی طرح اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ کونسا اور کس قسم کا معجزہ کس موقع کے مناسب ہے اور وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق معجزات کا اظہار فرماتا ہے۔ تمہاری خواہشات کا پابند نہیں۔ حصن حصین میں ہے کہ یہ مقام قبولیت دعا کا ہے جب تلاوت کنندہ اس آیت پر پہنچے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کے لئے دعا مانگے **۱۳۷** یہ تخویف اخروی ہے صَغَارٌ ذلت و رسوائی بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ با سببیہ ہے یعنی یہ سزا ان کو دین اسلام کے خلاف مکر و فریب کے جال بچھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے ملے گی۔

(حاشیہ: ۱۳۴ بشارت مع تخویف ۔ ۱۳۵ نہ ماننے کی چوتھی وجہ کا اعادہ و چھٹی وجہ ۔ اکابر جعلنا کا مفعول اول اور مجرمیها ۔ ۱۳۶ شکوی ۔ جواب شکوی ۔ مقام قبولیت دعا ۔ ۱۳۷ تخویف اخروی)

موضح قرآن ف۱ یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ اور کا مطیع ہو جاوے۔ ف۲ اوپر ذکر تھا مردے کا یہاں کافر پر یہی مثال فرمائی یعنی اول جہان میں سب مردے تھے پھر جس کو ایمان ملا وہ زندہ ہوا اور روشنی پائی کہ اس کے منہ پر سب لوگ دیکھتے ہیں روشنی ایمان کی اور جس کو ایمان نہ ملا وہ اندھیروں میں پڑا رہا۔ ف۳ یعنی ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے رہے ہیں تا عوام الناس پیغمبر کے مطیع نہ ہو جاویں جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لیا چاہتا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ مراد ازیں وسوسہ آنست کہ اہل جاہلیت میگفتند حرا کشتۂ خود را بخوریم و کشتۂ خدا را نخوریم ۱۲ ف۲ یعنی کافر بود ہدایت کردیمش ۱۲ ف۳ چنانکہ رؤسا کفار مکہ در نصرت کفر سعی میکردند ۱۲ ف۴ یعنی بر ہر کسی از ما جبرائیل فرود آید و وحی نازل شود ۱۲۔

۱۳۸ہ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے جسے وہ ہدایت دینا چاہے اس کے سینے میں وسعت پیدا کر دیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے اور اس سے قبول حق کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ اس کے قانون تکوینی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے اور معاندین کو گمراہ کرتا ہے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ ۱۳۹ہ یہ مذکورہ بیان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تحریمات غیر اللہ کو اٹھانا اور غیر اللہ کی نذور کو حرام جاننا شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے اجتناب کرنا یہ تمام چیزیں ہی صراط مستقیم اور یہی اللہ کا دین ہے جو اس نے مقرر فرمایا ہے۔ ای ھٰذا الدین الذی شرعناہ لك یا محمد بما اوحینا الیك ھٰذا القرآن ھو

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ
سو جس کو اللہ چاہتا ۱۳۸ہ ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو
لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ
واسطے قبول کرنے اسلام کے ف۱ اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے
صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي
اس کے سینہ کو تنگ بے نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے
السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ
آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو
عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ
ایمان نہ لانے والوں پر ف۲ اور یہ ہے ۱۳۹ہ راستہ
رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
تیرے رب کا سیدھا ہم نے واضح کر دیا نشانیوں کو غور کرنے
يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
والوں کے واسطے ف۳ انہی کے لئے ہے ۱۴۰ہ سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور
هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ
وہ ان کا مددگار ہے بسبب ان کے اعمال کے اور جس دن ۱۴۱ہ
يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ
جمع کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی ف۴ تم نے
اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ
بہت کچھ تابع کر لئے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے ان کے دوستدار
مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
آدمیوں میں سے ف۵ اے رب ہمارے کام نکالا ہم نے ایک دوسرے سے ف۶

۱؎ بشارت ۱۲
۲؎ زجر ۱۲
۳؎ ای المذکور من قبل یعنی شرک اعتقادی اور فعلی سے اجتناب کرنا ۱۲
۴؎ بشارت ۱۲
۵؎ تخویف اخروی ۱۲
۶؎ اس سے پہلے یقول مقدر ہے
۷؎ یعنی جنوں نے جنات کی تابعداری کی ۱۲

صراط اللہ المستقیم الخ (ابن کثیر ص۱۷۶ ج۲) ۱۴۰ہ بشارت اخروی ہے ضمیر مجرور قوم یذکرون کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی آیتوں سے نصیحت حاصل کرتے اور ان کے مطابق عمل کرتے ہیں آخرت میں ان کے لئے سلامتی اور امن ہے اور یہ ان کے اعمال صالحہ کی جزاء ہوگی۔ ۱۴۱ہ یہ تخویف اخروی ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ اس سے پہلے یَقُوْلُ مقدر ہے اِسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ تم نے بہت سے انسانوں کو اپنے تابع کر لیا اور بہت سوں کو گمراہ کیا اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ضمیر مجرور الجن کی طرف راجع ہے اور اولیاء سے مراد متبعین ہیں وقال اولیاء الجن ای الکفار من الانس (بحر ج۴ ص۲۲۳) ای الذین اطاعوھم واتبعوھم (روح ص۲۵ ج۸) جن لوگوں نے دنیا میں شیاطین کی پیروی کی وہ اظہار ندامت اور اعتراف جرم کے طور پر کہیں گے اے اللہ بیشک ہم ایک دوسرے سے (یعنی جن انسانوں سے اور انسان جنوں سے) فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور آج اس میعاد پر آپہنچے ہیں جو تو نے مقرر کر رکھی تھی یعنی قیامت۔ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بعض مشرک جنوں کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ جنوں کی پناہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف جنوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ انسانوں کی نظروں میں معظم و مقدس ہو جاتے ہیں۔ عن الحسن وابن جریج والزجاج وغیرھم ان استمتاع الانس بھم انھم کانوا اذا سافر احدھم وخاف
الجن قالوا اعوذ بسید ھٰذا الوادی واستمتاعھم بالانس اعترافھم بانھم قادرون علی اعاذتھم واجارتھم (روح). قال ابن عباس ایضًا ومقاتل استمتاع الانس بالجن قال بعضھم اعوذ بعظیم ھٰذا الوادی من شر اھلہ اذا بات بالوادی فی سفرہ واستمتاع الجن بالانس افتخارھم علی قومھم وقولھم قد سدنا الانس حتی صاروا یعوذون بنا (بحر)

موضح قرآن ف۱ اول فرمایا تھا کہ کافر قسمیں کھاتے ہیں کہ ایک آیت دیکھیں تو البتہ یقین لاویں اور اب فرمایا کہ ہم نہ دیں گے ایمان تو کیونکر لاوینگے بیچ میں مردہ ملاکر نبیکے حیلے نقل کئے اب اس بات کا جواب فرمایا کہ جسکی عقل اسطرف چلے کہ اپنی بات نہ چھوڑے جو دلیل دیکھے کچھ حیلہ بنالے وہ نشان ہے گمراہی کا اور جسکی عقل چلے انصاف پر اور مکبری پر وہ نشان ہدایت آگے لوگوں میں نشان ہیں گمراہی کے انکو کوئی آیت اثر نہ کریگی ف۲ یعنی کمبختی کرنی دل عقل کو دل نہ دینا سیدھی راہ ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بفهماندش حقیقت اسلام و محاسن آن ۱۲ ف۲ یعنی ہر چند میخواہند حقیقت اسلام و محاسن آن بفهمند نمی توانند ۱۲ ف۳ یعنی ای شیاطین ۱۲ ف۴ یعنی تابعان ایشان از کفار ۱۲ ف۵ یعنی متبوعان خوش وقت شدند بتابعان و تابعان محظوظ شدند از متبوعان ۱۲

وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ
اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا ف۱ فرمایا کہ آگ
مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اسی میں مگر جب چاہے اللہ ف۲ ۱۴۲
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ
البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف۱ اور اسی طرح
نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا
ہم ساتھ ملا دینگے ۱۴۳ گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے
15 ع 2 يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ
اعمال کے سبب اے جماعت جنوں ۱۴۴ کی اور انسانوں کی کیا نہیں
يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ
پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تمہی میں کے کہ سناتے تھے تم کو
اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ
میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
کہیں گے کہ ہم نے اقرار کر لیا اپنے گناہ کا اور ان کو دھوکا دیا دنیا کی
الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا
زندگی نے اور قائل ہو گئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ
كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ
کافر تھے ف۳ ف۲ یہ اس واسطے کہ تیرا ۱۴۵ رب ہلاک کرنے والا نہیں
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ
بستیوں کو ان کے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں ف۳ اور ہر ایک کے ۱۴۶ لئے

۱۴۲ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ مشرکین کو کبھی کبھی دوزخ سے باہر نکالا جائے گا اور اس سے مراد وہ وقفہ ہے جب ان کو ماء حمیم (گرم پانی) پلانے کے لئے باہر لایا جائے گا۔ یا جب ان کو طبقہ زمہریر یہ میں داخل کیا جائے گا۔ (روح) یا کوئی اور عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (روح) کذا قال الشیخ قدس سرہ ۱۴۳ نہ ماننے کی ساتویں وجہ۔ یعنی بوجہ شرک تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور دعوائے توحید کو قبول نہیں کرتے۔ جیسا کہ سورۂ عنکبوت ۲۶ میں ہے اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا جس طرح مشرک پیر کے مرید باہم پیر بھائی ہوتے ہیں اور اہل توحید کی بات نہیں مانتے ۱۴۴ تخویف اخروی ہے اور اس سے قبل يُقَالُ لَهُمْ مقدر ہے یعنی قیامت کے دن ان سے یہ کہا جائے گا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا یہ کفار جن وانس کی طرف سے اعتراف ہوگا کہ بلاشبہ ان کے پاس اللہ کے رسول آئے مگر وہ دنیوی عیش میں منہمک اور ظاہری شان و شوکت پر مغرور ہو گئے اور اللہ کے رسولوں کا انکار کر دیا۔ ۱۴۵ اشارہ مضمون مذکور کی جانب ہے یعنی ہم اپنی آیتیں بیان کرنے والے، ڈر سنانے والے اور خوشخبری دینے والے رسولوں کو اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ لوگوں پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور یہ بات ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ لوگ ہمارے احکام سے بےخبر ہوں اور ان کے پاس کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اور پھر ان کو ہلاک کر دیا جائے ای لا یھلکھم حتی یبعث الیھم رسولا (بحر ج ۴ ص ۲۲۲) ۱۴۶ لِكُلٍّ کی تنوین مضاف الیہ محذوف سے عوض ہے اصل میں تھا لکل عامل بطاعۃ اللہ او بمعصیتہ درجت ای منازل یبلغھا بعملہ ان کان خیرا فخیر وان کان شرا فشر (خازن ج ۲ ص ۱۵۵) یعنی ہر مومن و کافر کو اس کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا۔ پس طرح مومن و کافر کے درجات میں تفاوت ہے اسی طرح مومنوں اور کافروں کے درجات میں بھی کثرت و قلت حسنات و سیئات کے اعتبار سے تفاوت ہو گا۔

موضح قرآن ف۱ دنیا میں جو انسان بت پوجتے ہیں اور وہ فی الحقیقت جن ہیں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت پوری کر دینگے انکو نیازیں چڑھاتے ہیں جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے جاویں گے تب یوں عذر کرینگے کہ ہم نے پوجا نہیں لیکن آپس کی کارروائی کر لی تھی اور یہ جو فرمایا کہ آگ میں رہا کریں مگر جو چاہے اللہ اس واسطے کہ اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا ف۲ اس سورہ میں اوپر مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے ان کو قائل کرے گا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی برائے حساب ما پس در حق ما چہ حکم است ۱۲ ف۲ یعنی در حق اہل نجات ۱۲ ف۳ مراد آنست کہ آیا نیامدہ اند یعنی از مجموع جن وانس وآن صادق است بہ بودن رسل از انس مبعوث بانس وجن ۱۲ ف۴ یعنی قبل از بعث رسل عقوبت نمی آید ۱۲۔

۱۴۷ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اگر کسی کے دل میں یہ اشکال پیدا ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت عذاب دونوں کو کیوں جمع کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں کو بیان کرنا مقصود ہے کہ بیشک اللہ رحیم اور مہربان ہے۔ لیکن نافرمانوں کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے۔ تائید وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ تم نہیں مانوگے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو آباد کر دے گا جس طرح تم سے پہلے لوگوں کی جگہ تم کو دی۔ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ الخ

دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

درجے ہیں ان کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٢﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ

ان کے کام سے اور تیرا رب بے پرواہ ۱۴۷ ہے رحمت والا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ

اگر چاہے تو تم کو لے جاوے اور تمہارے پیچھے قائم کر دے

مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ

جس کو چاہے۔ جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد

اٰخَرِيْنَ ﴿١٣٣﴾ ؕ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ

سے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿١٣٤﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

عاجز نہیں کر سکتے تو کہہ دے اے لوگو ۱۴۸ تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر

اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب جان لوگے تم کہ کس کو ملتا ہے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾

عاقبت کا گھر بالیقین بھلا نہ ہوگا ظالموں کا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ

اور ٹھہراتے ہیں اللہ ۱۴۹ کا اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں

نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا

ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال میں اور یہ

لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى

ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ۱۵۰ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا

۱۴۷ تخویف دنیوی یعنی بیشک اللہ تعالیٰ مہربان تو ہے لیکن عذاب دینے پر بھی اس کو قدرت ہے۔ اور وہ دے بھی سکتا ہے۔ ۱۴۸ تخویف اخروی

۱۴۹ نیازات غیر اللہ کا بیان دوسری بار تفصیلاً اس میں دو صورتیں بیان کی گئی ہیں ۱۲

تمہیں جس چیز (عذاب یا قیامت) کا وعدہ دیا جا رہا ہے وہ آکر رہے گی۔ اللہ کے وعدے میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اور نہ تم ہی اس کو روکنے کی قدرت اور طاقت رکھتے ہو۔ ۱۴۸ یہاں اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ تک تخویف اخروی ہے ۱۴۹ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کا دوسری بار ذکر ہے پہلے قَدْ فَصَّلَ الخ میں اجمالاً ذکر کیا یہاں قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا یعنی مشرکین نہ صرف چوپایوں ہی کو غیر اللہ کا حصہ نکالتے ہیں بلکہ وہ غلوں اور پھلوں سے بھی غیر اللہ کی نذر و نیاز مقرر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی جانور حرام نہیں جسے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا جائے بلکہ وہ بھی حرام ہے جو زندہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے طور پر دیدیا جائے۔ مشرکین زمین کی پیداوار سے اور جانوروں سے اپنے معبودوں کی نیاز کے حصے معین کر دیتے تھے اور ساتھ اللہ کا حصہ بھی متعین کرتے تھے ۱۵۰ اپنے معبودانِ باطلہ کی نذر و نیاز کے حصول کو اللہ کی نذر کے مصارف میں خرچ نہیں کرتے تھے لیکن اللہ کی نذروں کو اپنے معبودوں کی نذروں کے مصارف میں خرچ کر دیتے تھے۔ ای فما عینوہ لشرکائهم لا یصرف الی الوجوہ التی یصرف الیها ما عینوہ للہ تعالیٰ وما عینوہ للہ تعالیٰ یصرف الی الوجوہ التی

فتح الرحمٰن ف اہل جاہلیت احکامی چند اختراع کردہ بودند از انجملہ آنست کہ از زراعت و مواشی پارہ برائی خدا مقرر میکردند و پارہ برائے بتاں و حصۂ خدا بر مساکین و ضیفان صرف میکردند و حصۂ بتان بآستانہ بتان میرسانیدند پس اگر چیزی از حصۂ خدا در حصۂ بتان مخلوط میشد ترک میکردند کہ خدا حاجت ندارد و اگر حصۂ بتان در حصۂ خدا مخلوط میشد آنرا جدا میکردند کہ بتان محتاج اند و از انجملہ آنست کہ قتل دختران تجویز میکردند و پیشوایانِ ایشان بدین معنی فتوی دادہ بودند و از انجملہ آنست کہ بعض زراعت و مواشی را حجر میساختند کہ غیر سدنۂ بتان کسی دیگر نخورد و آنچہ برای بتان ذبح میکردند نام خدا بران نمیگرفتند و از انجملہ آنست کہ چون بحائر و سوائب بچہ میدادند اگر زندہ بودی مردان را حلال میدانستند نہ زنان را و اگر مردہ بودی ہمہ را حلال میدانستند خدا تعالیٰ رد این مذاہب باطلہ فرمود و آنچہ حکم حق است بیان فرمود و محرماتی کہ از اہل ملل بران متفق اند ذکر کرد واللہ اعلم ۱۲۔

ف۱۵۱ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ایک تیسری شق کا بیان ہے۔ جس طرح مشرکین پھلوں، غلوں اور چوپایوں سے غیر اللہ کا حصہ نکالتے تھے اسی طرح وہ اپنی اولاد میں سے بھی بعض کو اپنے معبودوں کی نذر کے طور پر ذبح کرتے تھے وقیل انہم کانوا ینذرون لاحدھم اذا بلغ بنوہ عشرۃ نحر واحد منہم (روح ج ۸ ص ۳۲) شُرَكَآؤُهُمْ ۔ زَيَّنَ کا فاعل اور قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ اس کا مفعول ہے۔ چونکہ معبودوں سے محبت وعقیدت ان سے یہ کام کراتی تھی اور اسی وجہ سے وہ اس کام کو عبادت سمجھتے تھے اس لئے مجازاً فعل تزیین کو شرکاء کی طرف منسوب کیا گیا **ف۱۵۲** یہ تحریمات غیر اللہ کا دوسری بار ذکر ہے۔ یہاں باقی ماندہ صورتوں میں سے چار کا ذکر ہے (۱) هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ کچھ چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودوں کے لئے مقرر کر دیتے تھے اور کہتے تھے انہیں کوئی نہیں کھا سکتا (۲) وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا بعض نامزد چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام سمجھتے تھے (۳) وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا جن چوپایوں کو وہ غیر اللہ کے لئے نامزد کرتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے (۴) وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا الخ بحائر وسوائب کے بارے میں وہ یہ فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام ہوگا اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں کے لئے حلال ہوگا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان معبودوں کے لئے تحریمیں کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ ہم نے اس کے برگزیدہ بندوں کی تعظیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس فعل کو اپنی ذات مقدسہ پر افترا قرار دیا۔ اور اس افترا پر ان کو تخویف اخروی سنائی۔

اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ

اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کی طرف

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ

کیا ہی برا انصاف کرتے ہیں ف۱ اور اسی طرح مزین کر دیا ف۱۵۱ بہت سے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو ان کے شریکوں نے ف۲

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ

تاکہ ان کو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں ان پر ان کے دین کو ف۳ اور

شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ ف۴

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ

اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی ف۱۵۲ اور کھیتی ممنوع ہے اس کو کوئی نہ کھاوے

اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعضے مواشی ہیں کہ ان کی پیٹھ پر چڑھنا حرام کیا

ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ

اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ

اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا

کا اللہ پر بہتان باندھ کر عنقریب وہ سزا دیگا ان کو اس

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ

جھوٹ کی اور کہتے ہیں جو کچھ ان مواشی

هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ

کے پیٹ میں ہے ف۲ اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے

ف۱ نذر غیر اللہ کی تیسری صورت کا ذکر ہے ۱۲

ف۲ یعنی ان کے ساتھ مشرکانہ محبت کی وجہ سے وہ قتل اولاد کو بھی پسند کرنے لگے

ف۳ اس دین ابراہیم کا تا قیمت کا ہے ۱۲

ف۴ اور یعنی معبودان مایفترون سے مراد ہیں

ف۵ تحریمات مشرکین کا دوسری بار ذکر کرتے ہیں جن میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں ۱۲ پہلی صورت ۱۲ دوسری صورت ۱۲ تیسری صورت ۱۲ چوتھی صورت ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے ان سے زیادہ ڈرتے اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں جن کو دلوا دیا ہے انکو دینا اس کا فائدہ اُس کو نہیں پہنچتا اسکی حکم برداری ہے اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے جس پر اللہ نے الزام دیا مگر اس بزرگ کو اپنی جگہ ٹھہرا دے کہ اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جن کو کہا ان کو دے تو حکم برداری ہے۔ اللہ کی اور چیز فقیر کو اور ثواب اس شخص کے بدلے اس بزرگ کو یا اس کو فقیر کی جگہ ٹھہرا دے کہ چیز اس کی کر دے پھر اس کی چیز لوگوں کے کام آئی تو اس کو ثواب ہوا یہ صورت مشکوک ہے پہلی صورت بے شک ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی شیاطین کہ وسوسہ کردہ اند یا پیشوایان کہ مذہب قرار دادہ اند ۱۲ **ف۲** یعنی درحکم بحائر وسوائب باشد ۱۲

۱۵۳ اس آیت میں بالاختصار دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ میں نذر غیر اللہ کا اور وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ میں تحریمات غیر اللہ کا اِفْتِرَآءً مصدر بمعنی اسم فاعل حَرَّمُوْا کے فاعل سے حال واقع ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ کا اور تحریمات غیر اللہ کا تیسری بار ذکر ہے۔ **۱۵۴** یہ نذر غیر اللہ کا چوتھی بار ذکر ہے یہاں سے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ تک غلوں، پھلوں اور میووں کی مختلف انواع واقسام کا ذکر کر کے فرمایا ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں غیر اللہ کی نذر ونیاز مت دو مَعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ بعض مفسرین نے ان دونوں صفتوں کو انگور سے متعلق کیا ہے یعنی بعض انگور ایسے ہیں جن کے لئے لکڑی کے عرشیں (چھپر) بنا کر ان پران کو چڑھایا جاتا ہے اور بعض ویسے ہی زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک معروشات سے انگور اور دوسری اسی قسم کی بیلیں مراد ہیں جو عرشیں پر چڑھائی جاتی ہیں اور غیر معروشات سے تناور درخت مراد ہیں۔ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنی یہ پھل اور میوے شکل وصورت اور رنگ میں تو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن ذائقہ میں مختلف ہیں۔ کوئی میٹھا کوئی ترش اور کوئی تلخ: متشابها فی اللون غیر متشابه فی الطعم (مدارک ج ۲ ص۲۲) **۱۵۵** یعنی مذکورہ بالا اشیاء میں سے اللہ کا حق ادا کرو جو اس نے تم پر فرض کیا ہے وَاٰتُوا حقه الذی اوجبه الله تعالٰی (روح) مشرکین زمین کے حاصلات سے اللہ کا حصہ تو پہلے بھی نکالتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا الخ (۱۳۶) اس لئے یہاں مراد یہ ہے اٰتُوْا حَقَّهٗ خَاصَّةً یعنی زمین کی پیداوار سے صرف اللہ ہی کا حق ادا کرو اور اس میں سے نذر ونیاز صرف اللہ ہی کے نام کی دو وَلَا تُسْرِفُوْا امام مجاہد اور امام زہری کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی میں خرچ نہ کرو المعنی لا تنفقوا فی معصیة الله تعالٰی (روح ج ۸ ص۳۸) امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ کو چوپایوں اور زمین کی پیداوار میں شریک نہ کرو یعنی ان سے ان کے نام کی نذر ونیاز مت دو قال مقاتل المراد لا تشرکوا الاصنام فی الحرث و الانعام (روح۔ خازن ج ۲ ص۱۵۵)

عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ

ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب

شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ

برابر ہیں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا

عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ

جاننے والا ہے ف بیشک خراب ۱۵۳ ہوئے جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو

سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ

نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرا لیا اس رزق کو جو اللہ نے

افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا

ان کو دیا بہتان باندھ کر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے

مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ۧ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ

سیدھی راہ پر ف اور اسی نے پیدا کئے ۱۵۴ باغ

ع ۱۶ ۳

مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں ف اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے ف اور کھجور کے

وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَ

درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور

الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا

انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی ف۳ کھاؤ

مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ

ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ۱۵۵ ان کا حق جس دن

حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

ان کو کاٹو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آتے

سر۱ اس میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے ۱۲۰ سر۲ نیازات غیر اللہ کا اعادہ ۱۲۰ سر۳ تحریمات مشرکین کا اعادہ ۱۲۰ سر۴ یعنی ان تحریمات اور نیازات کو اللہ کی رضا کا موجب سمجھ کر گویا اللہ پر افترا ۱۲ سر۵ نیازات مشرکین کا تیسری [illegible]

[illegible] اور پھلوں کے مختلف انواع و اقسام [illegible] یعنی خالصۃً [illegible]

موضح قرآن ف ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاویں اور عورتیں نہ کھاویں اور مردہ نکلے تو سب کھاویں بے سند مسئلہ بنانا گناہ سخت ہے اس پر ان کو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں ف۲ بیٹیوں کا مارنا روا رکھتے تھے اور یہ سخت وبال ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی درختانِ انگور و مانند آن ۱۲ ف۲ یعنی درختان بر ساق ایستادہ ۱۲ ف۳ یعنی افراد ہر نوعی باعتبار صورت مانند یکدیگر اند و باعتبار مزہ نہ ۱۲۔

۱۵۶ؔ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا دونوں جَنّٰتٍ پر معطوف ہیں۔ یہ تحریمات غیر اللہ کا چوتھی بار تفصیل سے ذکر ہے حَمُوْلَةً سے وہ چوپائے مراد ہیں جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور فرش سے وہ مراد ہیں جنہیں ذبح کے لئے زمین پر گرایا جاتا ہے یا جن کے بالوں سے بنے ہوئے فرش زمین پر بچھائے جاتے ہیں كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یعنی ان میں سے جو حلال ہیں انہیں کھاؤ اور زمانۂ جاہلیت کی تحریمات کو اٹھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ اور شیطان کی پیروی میں اللہ کی حلال چیزوں کو حرام نہ کرو۔ ای مما احله الله لكم ولا تحرموا كفعل الجاهلية وهذا نص فى الاباحة وازالة ما سنه الكفار من البحيرة والسائبة (بحر ج ۴ ص ۲۳۹) **۱۵۷ؔ** یہ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا سے بدل ہے یہاں حلال چوپایوں کی آٹھ جوڑوں میں تقسیم فرمائی اثْنَيْنِ (دو) سے ہر جگہ نر و مادہ مراد ہے

اَلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ

بیجا خرچ کرنے والے ف اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اٹھانے والے ۱۵۶ؔ اور

فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا

زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح ف۲

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ

پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ ۱۵۷ؔ بھیڑ میں سے دو اور

الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ

بکری میں سے دو پوچھ تو کہ دونوں نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

دونوں مادہ کے بتلاؤ مجھ کو سند سے ۱۵۸ؔ اگر تم سچے ہو

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ

اور پیدا کئے اونٹ میں سے دو ۱۵۹ؔ اور گائے میں سے دو

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پوچھ تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ

کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم

شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

حاضر تھے ۱۶۰ؔ جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا پھر اس سے زیادہ ظالم کون ۱۶۱ؔ

ضَاْنٌ سے اس نے نر و مادہ پیدا کیا یعنی دنبہ اور دنبی۔ مینڈھا اور بھیڑ بھی یہاں اسی میں داخل ہے۔ اور ایک جوڑا معز کا پیدا فرمایا یعنی بکرا اور بکری قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ استفہام انکار و توبیخ کے لئے ہے (کجر) اور اس میں مشرکین سے اس خود ساختہ تحریم پر دلیل عقلی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ نے یہ دونوں جوڑے تمہارے انتفاع کے لئے پیدا فرمائے ہیں اب تم بتاؤ کہ تم نے ان کے نر و مادہ اور مادہ کے پیٹ کے بچے کے بارے میں اپنی طرف سے حلت و حرمت کے جو احکام وضع کر رکھے ہیں یہ تم نے کہاں سے اخذ کئے ہیں۔ ان کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے کیا اللہ نے ان جوڑوں کے نروں کو حرام کیا ہے؟ یا ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ابھی مادہ جانوروں کے رحموں ہی میں ہیں۔ اگر کسی جانور کا نر ہونا اسکی حرمت کی علت ہے تو ہر نر جانور حرام ہونا چاہئے اور اگر اس کا مادہ ہونا حرمت کی علت ہے تو اس صورت میں تمام مادہ جانور حرام ہونے چاہئیں اور اگر بچے کا مادہ کے رحم میں ہونا اسکی حرمت کا سبب ہے تو ہر چوپایہ (نر و مادہ) حرام ہونا چاہئے تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بلا وجہ تحریم محض تسویل شیطان اور تلبیس ابلیس ہے فلو علل بالذكورة وجب ان يحرم الذكر او بالانوثة فكذلك او باشتمال الرحم وجب ان يحرما لاشتمالها عليهما (بحر)

۱۵۸ؔ عِلْمٍ سے یہاں نقلی دلیل مراد ہے۔ یعنی اگر تمہارے پاس ان مزعومہ تحریمات پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کرو۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا قول یا گذشتہ کتب سماویہ میں سے کسی کا کوئی حوالہ۔ **۱۵۹ؔ** اسی طرح ابل کا اس نے جوڑا پیدا کیا یعنی اونٹ اور اونٹنی اور بقر سے ایک جوڑا۔ بیل اور گائے۔ بھینس اور بھینسا بھی اسی میں داخل ہیں قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ اس کی تقریر وہی ہے جو حاشیہ (۱۵۷) میں گذر چکی ہے۔ **۱۶۰ؔ** اس سے دلیل وحی کی نفی مقصود ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی کیا تم بقائمی ہوش و حواس سن رہے تھے جب اللہ نے تم کو اس تحریم کا حکم دیا تھا؟ مطلب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا حاصل یہ کہ ان تحریمات باطلہ کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں نہ عقلی و نقلی اور دلیل وحی۔ **۱۶۱ؔ** یہ زجر ہے اور دفاء تفریعیہ ہے یعنے جب تمہارے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں تو تم اپنی طرف تحریمیں کرنے کی وجہ سے اللہ پر افترا کر رہے ہو اور تم سب سے بڑے ظالم ہو۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے احکام وضع کر کے خداوند تعالیٰ پر افترا کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم اور گنہگار ہے اس سے بڑھ کر کوئی بدکردار نہیں ہوسکتا۔

موضح قرآن ف۱ اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی زکات اور مال کی زکات ہے برس کے بعد اور اس کی زکات اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو اسکے محصول میں حق اللہ ہے۔ اگر پانی دیئے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ ف۲ لدنے والے اونٹ اور بیل اور دنبے بکری اور بھیڑ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نقلی صحیح بیار ید از ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام واز کتب الٰہیہ ۱۲۔

۱۶۲ـــه یہ نذرِ غیراللہ کا پانچویں بار ذکر ہے۔ اس آیت میں نذرِ غیراللہ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے تعبیر کیا گیا ہے فِسْقًا کا مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے اس کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہے ای ذات فسق اور یہ موصوف کو مقدر کی صفت ہے ای کلمۃ ذات فسق یعنی فسق ومعصیت کا دہ کلمہ بھی حرام ہے۔ جس کے ذریعے غیراللہ کی نذر مانی جائے۔ لہٰذا نذرِ غیراللہ بطریق اولیٰ حرام ہے۔ یہ تفسیر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے قول کے مطابق ہے۔ دیگر مفسرین کے نزدیک اصل میں شَيْئًا فِسْقًا ہے اور اس کو عین فسق اس لئے قرار دیا کہ یہ فعل انتہائی فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ناشی ہے۔ ۱۶۳ـــه یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر ان چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہیں تو ہر ذی ظفر (کھروالا) جانور جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں اور گائے اور بکری کے بعض حصے یہود پر کیوں حرام کیے گئے تو اس کا جواب دیا گیا کہ ان چیزوں کی حرمت نہ سب کے لئے تھی نہ ابدی تھی۔ بلکہ یہ چیزیں تو صرف یہود پر بطور سزا حرام کی گئیں جیسا کہ فرمایا۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ یعنی یہ چیزیں ہم نے ان پر ان کی سرکشی اور ان کے کفر وعناد کی سزا کے طور پر حرام کی تھیں۔

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ
جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے
بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع
بلا تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو
قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ
تو کہہ دے کہ میں نہیں ۱۶۲ـــه پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانیوالے پر
يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا
جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون
اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ
یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جاوے
لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جاوے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی
فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا
تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے نہایت مہربان ف۱ ف۱ اور یہود پر ۱۶۳ـــه
حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ
ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ
حرام کی تھی ان کی چربی مگر جو لگی ہو
ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ
پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو چربی کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ
ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾
یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف۲

ع ۱۷ / ۴

۱۶۲ـــه نذرِ غیر اللہ کا پانچویں بار ذکر ہے ۱۲

۱۶۳ـــه جواب سوال مقدر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جو جانور کھانے دستور ہیں ان میں سے یہی حرام ہے ف۲ مواشی میں سے ناخن دار یعنی اونٹ ان پر حرام تھا سو ان کی بے حکمیوں سے ان پر سخت پکڑا تھا اصل یہ چیزیں حرام نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مراد حصر اضافی است بہ نسبت بہیمۃ الانعام و آن اصناف ثمانیہ مذکور است سگ و شیر و باز وغیر آن اگرچہ حرام است از بہیمۃ الانعام نیست و دران بحث ندا شتند ۱۲۔

۱۶۴ یہ لوگ اللہ کے حکم پر مغرور ہیں اور تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ فرما دیں بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کا عذاب بھی بڑا سخت اور اٹل ہوتا ہے جو کسی مجرم سرکش و معاند سے ٹل نہیں سکتا۔ **۱۶۵** یہ شکوی ہے اور شرک پر مشرکین کی سب سے بڑی دلیل کا تذکرہ ہے۔ یعنی مشرکین عنقریب اپنے مشرکانہ افعال کے جواز میں یہ دلیل پیش کریں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ ہم شرک نہ کریں تو ہم اور ہمارے باپ دادا کبھی شرک فی التصرف نہ کرتے اور نہ غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے رہے ہیں اللہ اس پر راضی ہے۔ سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم۔ **۱۶۶** جواب شکوی ہے۔ یعنی ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کی تکذیب کی اور اسی طرح کی بے سرو پا دلیلیں پیش کیں۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے انہیں آگھیرا۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ یعنی پہلی دلیل تو بالکل واہی اور لغو ہے آپ ان سے فرمائیں اگر تمہارے پاس گذشتہ انبیاء علیہم السلام سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ دلیل تمہارے پاس کیا ہوگی تم تو ہر بات ظن و تخمین سے کہتے اور دین کے معاملے میں بھی محض ظن فاسد کی پیروی کرتے ہو۔ **۱۶۷** الحجة البالغة وہ واضح دلیل جو قوت و متانت میں انتہا کو پہنچی ہوئی اور ہر لحاظ سے کامل ہو۔ یعنی مشرکین کے پاس تو کوئی معمولی سی دلیل بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس مضبوط اور محکم دلائل ہیں جن سے اس نے توحید کے ہر پہلو کا اثبات اور شرک کے ہر پہلو کا رد فرمایا ہے۔ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اس کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا اگرچہ وہ ایسا کر سکتا تھا، کیونکہ اس طرح امتحان و ابتلاء کی حکمت فوت ہو جاتی **۱۶۸** هَلُمَّ اسم فعل بمعنی امر ہے ای احضروهم اور شُهَدَاءَ سے مشرکین کے اکابر اور رؤسا اور ان کے مقتدا و پیشوا مراد ہیں جنہوں نے ان کو گمراہ کر رکھا تھا۔ فرمایا مشرکین سے کہو کہ وہ اپنے پیشواؤں کو بلائیں تاکہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ نے ان اشیاء کو حرام کیا ہے اور اس پر دلائل بھی پیش کریں۔ اس سے مقصود علی رؤس الاشہاد ان کی تذلیل و تفضیح ہے۔ کیونکہ ان تابعین کی طرح ان کے متبوعین بھی دلائل سے تہی دست ہیں۔ وهم كبراؤهم الذين اسسوا اضلا لهم والمقصود من احضارهم تفضيحهم والزامهم وان لا متمسك لهم كمقلديهم (روح ج ۸ ص ۵۲) **۱۶۹** اگر مشرکین کے پیشوا، آپ کے سامنے یہ جھوٹی بات کہہ دیں کہ واقعی اللہ نے ان اشیاء کو حرام کیا ہے تو فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ آپ ان کی بات کی ہرگز تصدیق نہ کریں کیونکہ یہ صریح جھوٹ اور سراسر باطل ہے یا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس بات کی شہادت دیدیں تو آپ انہیں ان کی موافقت نہ کریں ای فلا تصدقهم فانه كذب بحت (روح) ای لا توافقهم لانهم كذبة فی شهادتهم كما ان الشهود كذبة فی دعواهم (بحر ج ۴ ص ۲۴۵) **۱۷۰** ان کے پاس دلائل تو ہیں نہیں وہ جو کچھ کہیں گے خواہشات نفسانیہ کے تحت کہیں گے۔ اس لئے آپ ان کی پیروی نہ کریں وہ تو اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تکذیب کر رہے ہیں، آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے اور وہ اللہ کے ساتھ شریک بنا رہے ہیں۔ **۱۷۱** یہ تحریمات الہیہ کا ذکر ہے۔ سورۂ مائدہ میں تحریمات الہیہ کی صرف ایک صورت مذکور تھی یعنی غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اور باقی ماندہ صورتیں سورۂ انعام کی اس آیت میں ذکر کی گئی ہیں۔ اس سورت میں مسئلہ نذر غیر اللہ

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ
پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں ۱۶۴ تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی
وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ
وسعت ہے اور نہیں ٹلے گا اس کا عذاب گنہگار
الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ
لوگوں سے ف۱ اب کہیں گے ۱۶۵ مشرک اگر
شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم حرام کر
مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کیے ۱۶۶ ان سے اگلے
حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم
یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے
مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا
پاس ف۲ کہ اس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل پر
الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ
چلتے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو ف۳ تو کہہ دے
فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
بس اللہ کا الزام پورا ہے ۱۶۷ سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم
أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ
سب کو ف۴ تو کہہ کہ لاؤ ۱۶۸ اپنے گواہ جو
يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِن شَهِدُوا
گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ ایسی گواہی دے دیں

موضح قرآن ف۱ یعنی رحمت کی سمائی سے اب تک تم بچے ہو لیکن نہ جانو کہ عذاب پھر گیا ف۲ کافروں کا شبہ ہے کہ اگر ہمارے کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے نہ دیتا اس کا جواب فرمایا کہ اگلوں کو گناہ پر کیوں پکڑا معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت کام ناپسند کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا آخر پکڑا ف۳ یعنی تمہاری غلطی ثابت ہو چکی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی نہ مانو تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نقلی از کتب الٰہی ۱۲۔

کا ذکر نہیں کیا گیا اَلَّا تُشْرِكُوْا اِلٰی اٰمرکم محرمات الٰہیہ میں سب سے پہلے شرک کو ذکر کیا گیا اور پھر قتل سے روکا گیا درمیان میں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر ماں باپ بھی شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت بھی جائز نہیں جیسا کہ سورۂ عنکبوت ع ۱ میں فرمایا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا **۱۷۲** مذکورہ محرمات کے علاوہ حسب ذیل امور کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ فواحش ظاہرہ و باطنہ یعنی بے حیائی کی تمام صورتیں خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ قتل نفس ناحق۔ مال یتیم کا ناجائز طریقے سے کھانا۔ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے کسی کی حق تلفی کرنا۔ جھوٹی شہادت دینا اور فیصلے میں بے انصافی کرنا وغیرہ یہ تمام محرمات الٰہیہ ہیں یعنی ان امور کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لہٰذا ان کی تحریم کو باقی رکھو اور ان کو حلال مت سمجھو۔ **۱۷۳** یہاں قول سے عام مراد ہے شہادت، فیصلہ اور دیگر امور یعنی جب تم گواہی دو یا کوئی جھگڑا چکاؤ تو اس میں کسی کی جانبداری مت کرو بالکل سراسر عدل و انصاف سے کام لو اگرچہ تمہاری شہادت اور تمہارے فیصلے کی زد تمہارے کسی رشتہ دار پر پڑتی ہو۔ (واذا قلتم) قولا فی حکومۃ او شہادۃ او نحوھما (فاعدلوا) فیہ وقولوا الحق (روح ج ۸ ص ۵۶) **۱۷۴** یہ سابقہ دونوں آیتوں میں مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ان آیتوں میں جو احکام مذکور ہوئے ہیں یہی میری سیدھی راہ ہے اور یہی میرا وہ دین ہے جو میں نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور باقی تمام راستوں کو چھوڑ دو۔ وان ھذا الذی وصیتکم بہ وامرتکم بہ فی ھاتین الاٰیتین ھو صراطی یعنی طریقی و دینی الذی ارتضیتہ لعبادی (خازن ج ۲ ص ۱۶۵) **۱۷۵** سورت کے دونوں مضمونوں یعنی نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے ثُمَّ یہاں تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذکور بیان کے بعد یہ بھی سن لو یہ مطلب نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اس کے بعد دی گئی تَمَامًا بمعنی اتمامًا۔ اٰتَیْنَا کا مفعول لہ ہے یعنی نعمت دین کے اتمام کے لئے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی یا تَمَامًا بمعنی تامًا الکتاب سے حال ہے۔ یعنی وہ کتاب (تورات) کامل و مکمل تھی اور اس میں یہ دونوں مضمون مذکور تھے۔ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی (تحریمات غیر اللہ ناجائز اور نذر و غیر اللہ حرام ہیں) عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ یعنی اس شخص کے لئے جو نیک روی اختیار کرے۔ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ اور اس (تورات) میں وہ تمام ضروری احکام و مسائل مذکور تھے جن کی دین میں ضرورت تھی۔

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

تو تو نہ اعتبار کر ان کا ۱۶۹ اور نہ چل ان کی خوشی پر ۱۷۰

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے

بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ

آخرت کا اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اوروں کو ۱۷۱ تو کہہ

تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا

کہ تم آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ

شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ

اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم

نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور پاس نہ جاؤ بے حیائی کے کام کے ۱۷۲

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو اور نہ مار ڈالو اس جان کو

الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ

جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر ۱۷۳ تم کو یہ حکم کیا

بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

ہے تاکہ تم سمجھو اور پاس نہ جاؤ یتیم کے

الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ

مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچ جاوے

ع ۱۸ / ۵

تحریمات کا بیان سورۂ مائدہ میں غیر نفعی الضرر سے صرف ایک صورت بیان کی گئی تھی یہاں باقی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اسی سورت میں بیان نذر اللہ کا بیان نہیں

۱ و ۲ / ۳ / احسن ... ۴ / ۳ ای احسنوا

فائدہ ۱۷۶ ایک حدیث میں آتا ہے فتجلی لی کل شیء یعنی میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی۔ اہل بدعت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کی بنیاد اس پر ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے۔ دوم اگر بالفرض اسے مان لیا جائے تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ یہاں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے بلکہ یہاں استغراق اضافی مراد ہے۔ اگر اس کو استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام ما کان و ما یکون اور تمام شرائع اور احکام کا علم آپ پر منکشف ہو گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن مجید کا نازل کرنا عبث اور بے فائدہ ہے۔ عیاذًا باللہ العظیم قرآن مجید میں اس کی بہت

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی معبودان باطل را ۱۲ **ف ۲** یعنی بزنا ولواطت ۱۲ **ف ۳** یعنی بقصاص و مثل آن ۱۲ -

سی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ زیر تفسیر آیت میں بھی لفظ کل استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے مراد وہ احکام ہیں جن کی دین میں ضرورت تھی علامہ آلوسی لکھتے ہیں ای بیاناً مفصلاً لکل ما یحتاج
الیہ فی الدین (روح ج ۸ ص ۶۰) امام نسفی فرماتے ہیں بیاناً مفصلاً لکل ما یحتاجون الیہ فی دینھم (مدارک ج ۲ ص ۳۲) امام بغوی اور خازن رقمطراز ہیں یعنی وفیہ بیان لکل شئ یحتاج
الیہ من شرائع الدین واحکامہ (معالم وخازن واللفظ لہ ج ۲ ص ۱۶۶) ۱۷۶؎ یہ سورت کے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی ہے یعنی یہ کتاب بھی تورات کے موافق تحریمات غیر اللہ کو حلال اور نذور
غیر اللہ کو حرام بتا رہی ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اس کی مخالفت سے بچو۔ ۱۷۷؎ یہ اصل میں تھا کراھیۃ ان تقولوا یا لئلا تقولوا۔ طائفتین سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ یعنی ہم نے

اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ

اپنی جوانی کو اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ

ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جس کی اس کو طاقت ہو اور جب بات کہو تو

فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ

تو حق کی کہو ۱۷۳؎ اگرچہ وہ اپنا قریب ہی ہو اور اللہ کا عہد

اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

پورا کرو ف ۲ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ

اور حکم کیا کہ یہ ۱۷۴؎ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور

لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے

سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

اللہ کے راستہ سے یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا

بچتے رہو پھر دی ہم نے ۱۷۵؎ موسیٰ کو کتاب واسطے پورا کرنے

عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

نعمت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ

اور ہدایت اور رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

یقین کریں ف ۳ اور ایک یہ کتاب ہے کہ ۱۷۶؎ ہم نے اتاری برکت والی

ای افعل تاما... یعنی ہم نے ... دونوں دعووں ... بیان ہے

سے دلیل وحی یعنی یہ کتاب بھی تورات کے موافق تحریمات غیر اللہ کو حلال اور نذر غیر اللہ کو حرام کہہ رہی ہے

ع ۱۹

یہ کتاب (قرآن مجید) تم پر اتمام حجت کے لئے نازل کی تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود و نصاریٰ پر تورات و انجیل نازل ہوئی اور ہم ان کی تعلیم سے بے خبر تھے یا یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اگر ہم پر بھی کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بڑھ کر آسمانی کتاب کی پیروی کرتے اور ان سے بڑھ چڑھ کر راہ ہدایت پر گامزن ہوتے فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ الخ لہذا اتمام حجت کے طور پر اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کتاب آچکی ہے۔ جو کھلے دلائل سے بھرپور ہے۔ اور سیدھی راہ دکھاتی ہے اور جس کی پیروی باعث رحمت ہے ۱۷۸؎ یہ زجر ہے۔ فاء تفریعیہ ہے۔ لہذا اب سب سے بڑا ظالم وہ ہوگا جو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے منہ موڑے۔ سَيَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے ۱۷۹؎ یہ تخویف دنیوی ہے۔ عذاب دنیوی کی یہاں تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی مذکورہ دلائل و براہین کے باوجود وہ ایمان نہیں لاتے ہیں۔ کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ موت کے فرشتے آپہنچیں اور ان کی جانیں قبض کرلیں تو موت کے بعد ان کی آنکھیں کھل جائیں گی یا یہ کہ ان پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی ایسی نشانی دیکھ لیں جو ان کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ مگر ان تینوں صورتوں میں ایمان لانا بے سود ہوگا فرشتوں کے آنے سے قبض ارواح کے لئے یا اللہ کا عذاب لے کر آنا مراد ہے۔ يَاْتِيَ رَبُّكَ ای یاتی امر ربك بالعذاب (روح ج ۸ ص ۶۲) ۱۸۰؎ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جس نشان کا یہاں ذکر ہے۔ اس سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس سے ہر وہ نشان مراد ہے جسے دیکھ کر لوگ ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جائیں اور طلوع الشمس من المغرب بھی اس میں داخل ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن صفی نے طلوع الشمس من المغرب کو بطور مثال پیش کیا ہے اور جن نشانات کے ظاہر ہونے پر ایمان فائدہ مند نہیں ہوگا ان کو اس میں منحصر نہیں کیا۔ آیت مع تفسیر ملاحظہ ہو (اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) کطلوع الشمس من المغرب (يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) التی تضطرھم الی الایمان۔ (جامع البیان ص ۱۳۰) فرعون بوقت غرق ایمان لے آیا تھا مگر اس کا ایمان قبول نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ایمان اضطراری تھا اور ایمان لانے پر عذاب غرق نے اس کو مضطر کیا تھا۔ صحیح بخاری باب التفسیر میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من المغرب فاذا طلعت ورآھا الناس اٰمنوا اجمعون وذلك لا ینفع نفسا ایمانھا ثم قرأ هَلْ يَنْظُرُوْنَ الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت بطور استشہاد تلاوت فرمائی نہ کہ بطور تفسیر جن روایتوں سے تفسیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہ روایت بالمعنی ہے۔ لہذا اس آیت سے مطلق نشانات مراد ہیں۔ جنہیں دیکھ کر انسان ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جائے اس کی تائید سورۂ مومن ۹۶ کی اس آیت

موضح قرآن ف ۱ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے حکم ہمیشہ سے جاری تھے پیچھے توریت اتری تو شرع اور مفصل ہوئی۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی گواہی دہید یا حکم کنید ۱۲ ف ۲ یعنی بہ نذر ادا ۱۲ ف ۳ ظاہر نزدیک این بندہ آنست کہ حرام گردانیدیم اشیاء مذکورہ را در ازل و بر قوم نوح و ہلم جرا باز دادیم موسیٰ را کتاب ۱۲۔

سے ہوتی ہے۔ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا **۱۸۱** اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایمان کے غیر نافع ہونے کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ **اضطراری حالات** کے رونما ہونے کے بعد ایمان لایا جائے۔ دوم یہ کہ بحالت ایمان **اعمال صالحہ** بجا نہ لائے جائیں۔ دوسری شق کا مقتضا یہ ہے کہ جس مومن نے کوئی نیک عمل نہ کیا اس کا ایمان بے کار ہے اور اس کی نجات نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات کتاب و سنت کی صریح نصوص اور اہل سنت و جماعت کے متفق علیہ مسلک کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ معتزلہ اسی کے قائل ہیں۔ مفسرین نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں جو متداول تفسیروں میں مذکور ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ آیت علفتها تبناً وماء بارداً کے قبیل سے ہے۔ اصل میں تھا لا ینفع نفسا عملها لم تکن کسبت فی ایمانها خیرا یعنی دوسری شق میں اس سابق ایمان کے نافع ہونے کی نفی نہیں کی گئی جس میں عمل صالح نہ ہو۔ بلکہ اس شق سے اس عمل صالح کے نافع ہونے کی نفی مقصود ہے جو اضطراری حالات کے بعد واقع ہو۔ علامہ آلوسی نے بھی بعض علماء سے اسی قسم کا ایک جواب نقل کیا کانہ قیل لا ینفع نفسا ایمانها ولا کسبها فی ایمانها خیرا لم یکن آمنت من قبل او لم تکن کسبت خیرا (روح ج ۸ ص ۶۳)

۱۸۲ تخویف اخروی ہے اور اس سے مراد مشرکین کی جماعتیں ہیں جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ عقائد کی بنیادوں پر مختلف فرقے بنالئے۔ جو شخص اس سے فقہاء اسلام اور ائمہ دین کا باہمی فروعی اختلاف مراد لیتا ہے وہ قرآن میں صریح تحریف کا مرتکب ہے۔ **۱۸۳** یہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے لئے بشارت ہے **۱۸۴** سورت کے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تین اعلان کرائے گئے۔ پہلا اعلان۔ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي الخ ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے اور اسکی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم فرمائے ہیں۔ دِينًا قِيَمًا یہ موصوف صفت صِرَاطٍ کے محل سے بدل ہے کیونکہ اصل معنی یوں ہیں هَدَانِي رَبِّي صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (روح ج ۸ ص ۷۰) مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ یہ بتقدیر اعنی منصوب ہے (روح) وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وہ ہر قسم کے شرک سے بیزار تھا شرک فعلی سے بھی اور شرک اعتقادی سے بھی **۱۸۵** یہ دوسرا اعلان ہے۔ اس کا حاصل بھی خالص توحید کا اعلان اور تمام اقسام شرک سے برأت کا اظہار ہے ان صلاتی نفی شرک اعتقادی کی طرف اشارہ ہے اور نسکی الخ نفی شرک فعلی کی طرف مالک و مختار متصرف و کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور نذر و منت کا مستحق بھی وہی ہے۔

فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۱۵۵)
سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو
أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ
اس واسطے کہ کبھی ۱۸۱ تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی سو انہی
طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ
دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو ان کے
دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ (۱۵۶) أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا
پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی ف۱ یا کہنے لگو کہ اگر ہم
أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ
پر اترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر
فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى
سو آچکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت
وَرَحْمَةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ
اور رحمت اب اس سے زیادہ ظالم کون ۱۸۲ جو جھٹلا دے
بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ
اللہ کی آیتوں کو اور ان سے کترا وے ہم سزا دیں گے ان کو جو
يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا
ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں برا عذاب بدلے میں
كَانُوا يَصْدِفُونَ (۱۵۷) هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ
اس کترانے کے ف۲ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں ۱۸۳ لوگ مگر یہی کہ
تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ
ان پر آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب ف۳ یا آئے کوئی ۱۸۴

لا شریک لہ ان تمام امور میں کوئی اس کا شریک نہیں **۱۸۶** یہ تیسرا اعلان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنالوں۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی ہستی اسکی شریک ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ کتاب اتاری کہ تم کو عذر کی جگہ باقی نہ رہے ف۲ یعنی پہلی امتوں کا حال سن کر شاید تم کو ہوس آتی سو تم کو بھی ملی ویسی کتاب۔

فتح الرحمن ف۳ یعنی باہلاک قوم ۱۲۔

۱۸۷ے مشرکین ایمان والوں سے کہا کرتے تھے کہ اِتَّبِعُوۡا سَبِیۡلَنَا وَلۡنَحۡمِلۡ خَطٰیٰکُمۡ تم ہماری راہ پر آجاؤ ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو
ملے گی۔ یہ نہیں ہو سکے گا کہ ایک مجرم کے گناہ کی سزا کسی اور کو دی جائے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی یہ تخویف اخروی ہے اور ماقبل کی تاکید ہے۔ ۱۸۸ے یہ ترغیب ہے۔ اللہ ہی
نے تم کو تمہارے آباؤ اجداد کا جانشین بنایا ہے اور مختلف خوبیوں اور نعمتوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے اس کے احکام کی
پیروی کرتا ہے اور کون نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ یہ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی اور وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ یہ ماننے والوں کے لئے
بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اٰیٰتِ رَبِّکَ ؕ یَوۡمَ یَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰیٰتِ
نشانی تیرے رب کی ف۱ جس دن آئے گی ایک نشانی
رَبِّکَ لَا یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُہَا لَمۡ
تیرے رب کی یہ کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا
تَکُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ کَسَبَتۡ فِیۡۤ
جو کہ پہلے سے ایمان نہ ۱۸۱ے لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ
اِیۡمَانِہَا خَیۡرًا ؕ قُلِ انۡتَظِرُوۡۤا اِنَّا
نیکی نہ کی تھی ف۲ تو کہہ دے تم راہ دیکھو ہم بھی
مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ
راہ دیکھتے ہیں ف۱ جنہوں نے راہیں ۱۸۲ے نکالیں اپنے دین میں
وَکَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ
اور ہو گئے بہت سے فرقے تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ف۳ ان کا
اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا
کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ
یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ
کرتے تھے ف۲ جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی ۱۸۳ے تو اس کے لئے اس کا دس
اَمۡثَالِہَا ۚ وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجۡزٰۤی
گنا ہے اور جو کوئی لاتا ہے ایک برائی سو سزا پاوے گا
اِلَّا مِثۡلَہَا وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلۡ اِنَّنِیۡ
اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہو گا تو کہہ دے مجھ کو ۱۸۴ے
ہَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۬ۚ دِیۡنًا
سمجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین

۱ عملہا منفی
۱۸۲ جو ایمانہا
معطوف علیہ
از قبیل علفتہا
تبنا وماء بارداً
یہ بیان ہے معنی
کو دیکھیں البتی
۱۸۳ تحقیق
۱۸۴ اس سے مراد ہیں
جو عقیدہ اختلاف
اور دین جا عقیدہ
والا حصہ
علی ۱۲
۱۸۰ بشارت اخروی ۱۲
تخویف اخروی ۱۲
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۲
ہیں کہ یہ اعلان ۱۲
ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ کی طرف سے جو حد تھی ہدایت کی سو آچکی ..... نبی اور شرع اور کتاب جو یہ نہیں مانتے تو اب منتظر ہیں کہ اللہ آپ آوے یا قیامت کی نشانیاں دیکھیں تب یقین کریں سو جب قیامت کا نشان آوے گا یعنی آفتاب مغرب سے نکلے گا تب کافر کا ایمان اور عاصی کی توبہ قبول نہ ہوگی ف۲ یعنی توریت والوں نے کئی راہیں نکالیں تو ان میں تحقیقات نہ کر کہ صحیح کون اور غلط کون اپنی راہ صحیح پر قائم رہ دین میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں ان میں فرق نہ چاہئے کہ اور جو کرتے ہیں اس کے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی طلوع شمس از مغرب یا دابۃ الارض ۱۲ ف۲ یعنی آنروز توبہ گناہ گار و ایمان کافر قبول نشود ۱۲۔ ف۳ یعنی از تو مؤاخذہ نخواہند کرد ۱۲۔

سورۃ انعام میں آیات توحید

۱- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ ۝ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۝ وَہُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الۡاَرۡضِ ؕ یَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَجَہۡرَکُمۡ وَیَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ ۝ (ع۱)- نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمناً۔

۲- وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ ؕ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (ع۲) نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمناً۔

۳- قُلۡ اَغَیۡرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَہُوَ یُطۡعِمُ وَلَا یُطۡعَمُ (ع۲) نفی شرک فعلی۔

۴- وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ بِخَیۡرٍ فَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ وَہُوَ الۡقَاہِرُ فَوۡقَ عِبَادِہٖ ؕ وَہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝ (ع۲) نفی شرک اعتقادی۔

۵- اَئِنَّکُمۡ لَتَشۡہَدُوۡنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِہَۃً اُخۡرٰی ؕ قُلۡ لَّاۤ اَشۡہَدُ ۚ قُلۡ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ ۝ (ع۲) نفی شرک اعتقادی صراحۃً اور فعلی ضمناً۔

۶- وَاِنۡ کَانَ کَبُرَ عَلَیۡکَ اِعۡرَاضُہُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِیَ نَفَقًا فِی الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاۡتِیَہُمۡ بِاٰیَۃٍ (ع۴) نفی شرک اعتقادی۔

٧ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ
اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔
٨- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔
٩- قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۝ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

(١٦١) قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ
تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١٦٢) لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ
جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (١٦٣) قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ
اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب اور

هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ
وہی ہے رب ہر چیز کا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس کے ذمہ پر ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ
اور بوجھ نہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (١٦٤) وَهُوَ
سو وہ جتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو اور اسی

الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں اور بلند کر دیئے تم میں

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ
درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں بیشک

رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ
تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا

النصف
رَّحِيْمٌ (١٦٥)
مہربان ہے

ع ٢٠

١٠- قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ع ۷) نفی شرک اعتقادی۔

١١- وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ (ع ۸) نفی شرک اعتقادی۔

١٢- قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ (ع ۸) نفی شرک فی التصرف۔

١٣- قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (ع ۹) نفی شرک اعتقادی۔

١٤- وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ (ع ۹) نفی شرک فی التصرف۔

١٥- وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (ع ۱۱) نفی شرک اعتقادی۔

١٦- اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ
(١٣) ـــ تا ـــ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ (ع ۱۳) نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمناً۔
١٧- وَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ع ۱۴) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ۔
١٨- وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ (ع ۱۴) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔
١٩- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ـــ تا ـــ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔
٢٠- وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ ـــ تا ـــ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ۔
٢١- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ (ع ۱۶) نفی نیازات غیر اللہ و تحریمات غیر اللہ۔
٢٢- وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ ـــ تا ـــ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا (ع ۱۷) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ

سورۂ اعراف

ربط سورۂ اعراف کو اپنے ماقبل یعنی سورۂ انعام کے ساتھ چھ طرح کا ربط ہے۔ اوّل ربط اسمی۔ اگر تم نے انعام (چوپایوں) اور حرث (زمین کی پیداوار) میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان سے غیر اللہ کی نذریں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراف سے بھی بچا کر جنت میں داخل کریگا۔ دوسرا ربط۔ سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں مسئلہ کے دونوں پہلو (نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی) تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اور ان کو دلائل عقل و نقل اور وحی سے مبرہن کیا گیا۔ اب سورۂ اعراف میں فرمایا جب مسئلہ واضح اور مدلل ہو چکا ہے تو اب جرأت و بہادری سے اس کی تبلیغ کرو اور بلا خوف و خطر اسے ہر ایک تک پہنچاؤ اور تمہارے دلوں میں تنگی اور پریشانی کا گذر ہر گز نہ ہونے پائے۔ تیسرا ربط سورۂ انعام میں نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے اور دلیل نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً مذکور ہوئی اور باقی انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب سورۂ اعراف میں ان انبیاء علیہم السلام میں سے بعض سے دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے جائیں گے۔ چوتھا ربط انعام میں نفی شرک فعلی (نذر غیر اللہ اور تحریمات لغیر اللہ) کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تحریمات لغیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم صورت کا ذکر کیا گیا یعنی ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قرب خداوندی کا موجب سمجھنا۔ اور بوقت طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہ عظیم جاننا۔ پانچواں ربط سورۂ انعام میں پہلے نفی شرک فی التصرف اور اس کے بعد نفی شرک فعلی کا ذکر تھا لیکن سورۂ اعراف میں ترتیب اس کے برعکس اور سورۂ مائدہ کے موافق ہے یعنی پہلے نفی شرک فعلی کا ذکر ہے اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا۔ چھٹا ربط سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ اب سورۂ اعراف میں فرمایا۔ اس مسئلہ کی خوب تبلیغ کرو اور یاد رکھو اس کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں تمہیں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا ان کو برداشت کرنا۔

خلاصہ اس سورت میں تین دعوے مذکور ہیں۔ پہلا دعویٰ۔ مسئلہ توحید (نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف) کو جرأت و استقلال سے تبلیغ کرنا اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کی وجہ سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ دوسرا دعویٰ جو احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ان کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی میں اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو۔ یہ دعویٰ اتبعوا ما انزل (ع ۱) سے لیکر ضل عنهم ما کانوا یفترون (ع ۶) تک میں مذکور ہے۔ پہلی آیت یعنی اتبعوا ما انزل الیکم الخ میں دوسرا دعوےٰ اجمالاً مذکور ہے۔ اس کے بعد قلیلا ما تشکرون (ع ۱) تک تخویف و تبشیر اور ترغیب و زجر ہے۔ پھر ولقد خلقنکم (ع ۲) سے لیکر رکوع ۲ کے آخر (ومنها تخرجون) تک اصل دعویٰ کی تمہید ہے۔ اس کے بعد رکوع ۳ کی ابتداء یٰبنی اٰدم قد انزلنا الیکم لباسًا سے لیکر ولا هم یحزنون (ع ۴) تک اصل مقصود یعنی دوسرے دعوے کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں چار دفعہ یٰبنی اٰدم کے خطاب سے اصل مقصود کا ذکر فرمایا۔ اے بنی آدم! لباس تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپنے اور تمہاری زینت کیلئے بنایا ہے۔ اے بنی آدم! شیطان کے اغوا اور وسوسے میں آ کر اپنا لباس مت اتار پھینکو جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ یعنی آدم و حوا علیہما السلام کا لباس اتروا دیا تھا۔ شیطان تمہارے دلوں میں وسوسے ڈال کر تم سے نئی نئی تحریمات کی اختراع کراتا ہے اور یہ بات شیطان ہی نے تمہارے دل میں بٹھائی ہے کہ ننگے ہو کر طواف کرنا عبادت اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ اے بنی آدم ہر عبادت کے وقت لباس زیب تن رکھا کرو اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھاؤ اور ان میں غیر اللہ کو شریک مت کرو۔ لباس اللہ نے تمہاری زینت کیلئے پیدا کیا ہے اسے پہنو اور اپنی طرف سے اس کے استعمال پر ناجائز پابندیاں مت لگاؤ اور بحالت عبادت (طواف، نماز وغیرہ) اس کے پہننے کو حرام مت سمجھو۔ اے بنی آدم! تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو تم کو میرے احکام پہنچائیں گے اور تمہیں میری توحید سنائیں گے لہٰذا تم ان کی پیروی کرنا اور شرک سے بچے رہنا اس کے بعد پھر رکوع ۶ کے اختتام تک بشارتیں، تخویفیں اور زجریں مذکور ہیں۔ تیسرا دعویٰ غیب دان، کارساز اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ یہ دعویٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر لقوم یشکرون تک میں مذکور ہے۔ اصل دعوے ذکر کرنے کے بعد وھو الذی یرسل الرٰیح سے آخر رکوع تک مومن کے دل کیلئے زرخیز زمین اور کافر کیلئے بنجر زمین کی مثال بیان فرمائی جس طرح عمدہ زمین میں بارش کی وجہ سے سرسبز و شاداب کھیت اور باغات لہلہانے لگتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیتیں سنکر مومنین کے ایمان میں تازگی اور پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور جس طرح ناقص اور بنجر زمین میں باوجود بارش کے کام کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی اسی طرح معاندین کے دلوں کی سیم و تھور زدہ زمین پر آیات الٰہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ ان کے دلوں میں بغض و عناد اور ضد کی بیماری بدستور باقی رہتی ہے۔

تینوں دعوے ذکر کرنے کے بعد رکوع ۸ کی ابتداء لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ سے لیکر رکوع ۲۰ کے اختتام بما کانوا یظلمون تک میں چھ انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کئے گئے ہیں جو لف و نشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ تینوں دعوؤں ہی سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ سے لیکر انهم کانوا قومًا عمین تک ہے۔ یعنی پورا رکوع ۸۔ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے جو والی عاد اخاهم هودا سے لیکر وما کانوا مؤمنین (پورا رکوع ۹) میں مذکور ہے۔ اور تیسرا قصہ والی ثمود اخاهم صٰلحًا سے لے کر رکوع ۱۰ میں ولکن لا تحبون النٰصحین تک میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تینوں قصے تیسرے دعوے یعنی غیب دان اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا سے متعلق ہیں۔ ان تینوں قصوں سے معلوم ہوا کہ ان تینوں پیغبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی دعوے سے کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں جگہوں میں ان کا حسب ذیل کلام نقل فرمایا یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ (ع ۸، ۹، ۱۰) ہر ایک نے اپنی قوم سے یہی کہا اے میری قوم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں، نہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار ہے۔ چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہے ولوطًا اذ قال لقومہ سے لے کر فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین آخر رکوع ۱۰ تک میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانو اور اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو۔ قوم لوط علیہ السلام فسق و فجور میں اس حد تک منہمک ہو چکی تھی کہ ان کے دلوں سے گناہ اور بدکاری کی برائی اور حرام کی حرمت کا احساس ہی ختم ہو چکا تھا اور وہ محرمات الٰہیہ کے ساتھ حرام کا سا معاملہ نہیں کرتے تھے۔

پانچواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے جو والی مدین اخاھم شعیبا۔ تا۔ فکیف اٰسیٰ علیٰ قوم کفرین (پورا رکوع ۱۱) میں مذکور ہے۔ یہ قصہ دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان یٰقوم اعبدوا اللّٰہ مالکم من الٰہ غیرہ یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے اور فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءھم الخ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے کیونکہ قوم شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان محرمات (ناپ تول میں کمی بیشی کرکے کسی کا حق مار لینا اور زمین میں شر و فساد بپا کرنا وغیرہ) کو حرام نہیں جانتی تھی پانچوں قصوں کے بعد بطور تخویف دنیوی روئے سخن اہل مکہ کی طرف ہو گیا ہے یعنی رکوع ۱۲ کی ابتداء وما ارسلنا فی قریۃ من نبی سے رکوع ۱۲ میں ونطبع علیٰ قلوبھم فھم لا یسمعون تک۔ چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ باٰیٰتنا (ع ۱۳) تا۔ فارسلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ یہ قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں مصائب و مشکلات کا سامنا ہوگا انکا دلیری سے مقابلہ کرنا جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہ حق اور اشاعت توحید میں فرعون اور اسکی قوم کی طرف سے مصائب آلام کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے پوری ہمت و جرأت سے انکا مقابلہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آٹھ مسلسل واقعات کا ایک سلسلہ ہے جو انہیں اپنی زندگی میں پیش آئے جنمیں سے ہر ایک ایک کٹھن اور مشکل منزل کی شان رکھتا ہے۔

پہلا واقعہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے بھرے دربار میں اعلان توحید اور تبلیغ حق، فرعون کے مطالبہ پر اژدھا اور ید بیضاء کے معجزے دکھانا اور پھر فرعون کے لائے ہوئے جادوگروں (جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی) سے مقابلہ کرنا۔ یہ واقعہ ثم بعثنا من بعدھم باٰیٰتنا (ع ۱۳) تا وتوفنا مسلمین (ع ۱۴) میں مذکور ہے۔ دوسرا واقعہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ظلم و ستم فرعون کی طرف سے قوم موسیٰ علیہ السلام میں پیدا ہونے والے لڑکوں کے قتل کرنے اور لڑکیوں کو غلامی کے لئے زندہ رکھنے کا حکم۔ اور اس ظلم و ایذاء کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا صبر و تحمل سے برداشت کرنا۔ یہ واقعہ وقال الملاء من قوم فرعون اتذر موسیٰ۔ تا۔ فینظر کیف تعملون۔ (پورا رکوع ۱۵) میں مذکور ہے۔ تیسرا واقعہ فرعون اور اس کی قوم پر مختلف صورتوں میں اللہ کے عذاب کا نازل ہونا۔ بحالت عذاب ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رفع عذاب کی دعا کے لئے درخواست کرنا اور یہ عہد کرنا کہ عذاب اٹھ جانے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے اور پھر رفع عذاب کے بعد عہد شکنی کرنا اور آخرکار فرعون کا لاؤ لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہونا یہ واقعہ ولقد اخذنا اٰل فرعون بالسنین۔ تا۔ وما کانوا یعرشون (رکوع ۱۶) میں مذکور ہے۔ چوتھا واقعہ بنی اسرائیل کا دریا کے بارہ راستوں میں سے صحیح و سالم گذر جانا اور پار جاکر سرکشی پر اتر آنا اور مشرکوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی کی اجازت چاہنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے احسانات یاد دلا کر ان کو سمجھانے کی کوشش کرنا یہ واقعہ وجاوزنا ببنی اسرآءیل البحر۔ تا۔ وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم ٥ (رکوع ۱۶ کا آخر) میں بیان کیا گیا ہے۔

پانچواں واقعہ۔ تورات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلانا، موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانا۔ کوہ طور پر رؤیت باری تعالیٰ کی آرزو کرنا، تجلی الٰہی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو جانا، ان کی عدم موجودگی میں قوم کا بگڑ جانا، حضرت ہارون علیہ السلام کی تبلیغ توحید اور شرک سے روکنے کے باوجود گوسالۂ سامری کی پرستش میں لگ جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تورات لے کر قوم میں واپس آنا۔ یہ واقعہ وٰعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ (ابتدا رکوع ۱۷)۔ تا۔ لنکونن من الخٰسرین (ع ۱۸) میں مذکور ہے۔ چھٹا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر غضبناک ہونا، حضرت ہارون علیہ السلام کو ادائے فرائض میں کوتاہی کرنے کا الزام دینا، پھر ان کا معقول عذر سن کر اپنی لغزش پر اللہ سے دعا کرنا اس کے بعد گوسالہ پرستوں کے لئے تخویف دنیوی کا ذکر ہے یہ واقعہ ولما رجع موسیٰ الیٰ قومہ (ع ۱۸)۔ تا۔ ھم لربھم یرھبون (ع ۱۹) میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے ستر آدمیوں کو کلام الٰہی سننے کے لئے کوہ طور پر لے جانا، ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کو علانیہ دیکھنے کا مطالبہ کرنا، اس محال اور گستاخانہ مطالبہ پر ان کا ہلاک ہو جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کا دوبارہ جی اٹھنا یہ واقعہ واختار موسیٰ قومہ (ع ۱۹)۔ تا۔ یھدون بالحق وبہ یعدلون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ اس حصے میں ماننے والوں کے لئے بشارت کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آگیا تھا اس لئے اس کے بعد بطور جملہ معترضہ قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الخ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عالمگیر رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آٹھواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے پتھر سے بارہ پانی کے چشموں کا ظاہر ہونا۔ بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ کرنا، ان پر من و سلویٰ کا اترنا اور ان کو سرزمین بیت المقدس میں اترنے کا حکم دیا جانا اور ان کا سرکشی سے حکم خداوندی کی مخالفت کرنا۔ یہ واقعہ وقطعنٰھم اثنتی عشرۃ اسباطا۔ تا۔ بما کانوا یظلمون (تمام رکوع ۲۰) میں مذکور ہے۔

قصص کے اختتام پر وسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر (ع ۲۱)۔ تا۔ لعلھم یرجعون (ع ۲۱) میں تخویفات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فخلف من بعدھم خلف سے ان برے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نیک لوگوں کے جانشین ہوتے اور ان کا مسلک توحید چھوڑ کر شرک کرنے اور شرک پھیلانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دین کو دنیائے دنی کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور پھر کہتے کیا ہیں سیغفر لنا قیامت تو آنے دو ہماری ضرور بخشش ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹے گدی نشینوں کے اس باطل دعوے کو چار وجوہ سے رد فرمایا ہے۔ وجہ اول الم یؤخذ علیھم میثاق الکتٰب۔ تا۔ لا نضیع اجر المصلحین (ع ۲۱) یعنی اگر بدعملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو انہیں کتاب کی پیروی کرنے عہد و پیمان لینے کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ دوم واذ نتقنا الجبل۔ تا۔ لعلکم تتقون اگر ایسے ہی بخشش ممکن ہوتی تو اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا عہد لینے کے لئے پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر معلق نہ کیا جاتا۔ وجہ سوم واذ اخذ ربک من بنی اٰدم۔ تا۔ ولعلھم یرجعون (ع ۲۲) اگر اعتقادات حقہ اور اعمال صالحہ کے بغیر نجات ممکن ہوتی تو ہر فرد بشر سے توحید باری تعالیٰ کا عہد نہ لیا جاتا۔ وجہ چہارم واتل علیھم نبا الذی اٰتینٰہ۔ تا۔ وانفسھم کانوا یظلمون (ع ۲۲) بلعم باعور کو ہم نے ہدایت عطا کی مگر اس کے بعد نافرمانی کی وجہ سے ہم نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔ اگر بدعملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو اسے ذلیل کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کے بعد من یھد اللہ فھو المھتدی (ع ۲۲)۔ تا۔ وھم لا یبصرون (ع ۲۴) تمام آیتیں مذکورہ تینوں دعووں سے متعلق ہیں من یھد اللہ فھو المھتدی الخ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی آپ جرأت و دلیری سے مسئلہ پہنچا دیں ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا۔ تا۔ اولٰئک ھم الغٰفلون (ع ۲۴) یہ دوسرے سے متعلق ہے یعنی مشرکین جانوروں کی طرح ننگا ہوتے ہیں کوئی شرم اور عار محسوس نہیں کرتے۔ وللّٰہ الاسماء الحسنٰی۔ تا۔ وبہ یعدلون (آخر رکوع ۲۲) یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تمام اعلیٰ صفتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی غیب دان اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ والذین کذبوا باٰیٰتنا (ع ۲۳)۔ تا۔ وبشیر لقوم یؤمنون (ع ۲۳) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی آپ بے دھڑک مسئلہ توحید بیان کریں جو نہ مانیں اور تکذیب کریں ایسے لوگوں کو ہم ڈھیل دیدیں گے اور جب پکڑیں گے سخت پکڑیں گے۔ ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ

لع ۲۴۔ تا۔ اما انتم صامتون ○ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی وہ اولاد حاصل کرنے کے لئے غیر اللہ کی نذریں نیازیں دیتے ہیں ان الذین تدعون من دون اللہ ۔ تا۔
و ھم لا یبصرون تیسرے دعوے سے متعلق ہے مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں وہ نہ غیب دان ہیں نہ حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد
خذ العفو وامر بالعرف الخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون ○ زجر ہے اور و اذا لم تاتھم بایۃ الخ
شکوی اور قل انما اتبع ما یوحی الی جواب شکوی ہے۔ ھذا بصائر من ربکم ۔ تا۔ لعلکم ترحمون ترغیب الی القرآن۔ واذکر ربک فی نفسک الخ یعنی ہر حال میں صرف اللہ
ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

لہ سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

لہ یہ کتاب سہ اتری ہے تجھ پر سو چاہیئے کہ تیرا جی

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②

تنگ نہ ہو اس کے پہنچانے سے تاکہ تو ڈرائے اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

چلو اسی پر سلہ جو اترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③ وَ

اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے ھلہ تم بہت کم دھیان کرتے ہو اور

كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا

کتنی بستیاں ھہ ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات

اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ

دو پہر کو سوتے ہوئے پھر یہی تھی ان کی پکار جس وقت

جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے بے شک ہیں تھے

ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

گنہگار سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے تہ ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

اور ہم کو ضرور پوچھنا ہے رسولوں سے پھر ہم ان کو احوال سنا دینگے فتہ

یعنی اس کی نوع کتاب سے یعنی کتب سے مراد یہ سورت ہے شروع دعوی اولی سورت یعنی مسئلہ توحید کو بہادر ہو کر پہنچاؤ اور دل میں تنگی نہ لاؤ۔ ہے یہ کتاب نازل ہے متعلق ہے اور فلا یکن اس پر متفرع ہے۔ و صدرک اس پر ہے دعوی ثانیہ سورت یعنی نازل ایک کتاب کی اتباع ہو اور شیاطین کی اتباع نہ کرو خود ساختہ تحریمات
کر دیہاں لفظ اولیاء سے شیاطین مراد ہیں ھہ تخویف دنیوی ہے۔ ھہ یہ سوال ہے اسی باثنین۔ ہے یہ تقرر سے ماخوذ ہے۔ ھہ تخویف اخروی

۲ الٓمٓص یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔ حروف مقطعات کی تفصیلی بحث سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (ص۳، حاشیہ۲) جیسا کہ خلاصہ میں گذر چکا ہے سورۂ اعراف میں تین دعوے ذکر کئے گئے ہیں (۱) مسئلہ توحید کی جرأت و استقلال سے تبلیغ کرو اور اس سلسلہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کرو اور دل میں تنگی نہ لاؤ (۲) نفی شرک فعلی یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی اتباع میں اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو (۳) نفی شرک اعتقادی یعنی غیب دان اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔

پہلا دعوی

۳ یہ دعوئ اولی ہے۔ یعنی بہادر بن کر مسئلہ توحید پہنچاؤ اور دل میں کسی قسم کی تنگی نہ لاؤ اور مشرکین کی تکذیب کی پرواہ مت کرو حرج منہ بتبلیغہ لانہ کان یخاف قومہ و تکذیبھم لہ و اعراضھم عنہ (مدارک ج۲ ص۳۲) کتاب خبر اور ھذا اس کا مبتدا محذوف ہے لتنذر بہ الخ یہ انزل کے متعلق اور فلا یکن فی صدرک حرج اسی پر متفرع ہے۔

دوسرا دعوی

۴ یہاں سے دوسرے دعوے کی ابتداء ہوتی ہے اس آیت میں دوسرا دعوی بالاجمال مذکور ہے۔ یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی نہ کرو۔ رکوع ۳ اور ۴ میں یعنی از یٰبنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا ۔ تا ۔ فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون یہ دعوی تفصیل سے مذکور ہے اس سے پہلے رکوع ۲ یعنی ولقد خلقنکم ثم صورنکم ۔ تا ۔ ومنھا تخرجون میں اس کی تمہید کا ذکر ہے۔ و لا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ اولیاء سے یہاں شیاطین الانس والجن مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے، ان سے شرک کراتے اور ان کو خود ساختہ تحریمات پر آمادہ کرتے ہیں۔ اراد بالاولیاء الشیاطین شیاطین الانس و الجن وانھم الذین یحملون علی عبادۃ الاوثان والاھواء والبدع و یضلون عن دین اللہ تعالی (بحر ج۴ ص۲۶۹ وکذا فی الکبیر ج۴ ص۲۶۲) جیسا کہ اسی سورت کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہے انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یؤمنون ۵ یہ تخویف دنیوی ہے اَھْلَکْنٰھَا ای اَھْلَکْنَا اَھْلَھَا۔ یعنی بہت سی بستیوں کے باسیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں بیاتا مصدر بمعنی اسم فاعل اھلکنا کے مفعول سے حال واقع ہے مصدر واقع موقع الحال بمعنی بائتین۔ (مدارک ج۲ ص۳۲) قائلون۔ قیلولۃ سے ہے جس کے معنی دوپہر کے وقت نیند کرنے کے ہیں فما کان دعوٰھم الخ عذاب آنے سے پہلے تو وہ ضد و عناد کی وجہ سے مانتے نہ تھے لیکن جب ان کی بد اعمالیوں اور مسلسل جحود و انکار کے سبب اللہ کا

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودان باطل کہ دوست میگرفتند ۱۲ ف۲ یعنی ہمہ اعمال ایشان را ۱۲۔

عذاب آجاتا تو اپنے قصور کا اعتراف کر لیتے مگر اس وقت پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ ٦ یہ تخویف اخروی ہے۔ ٧ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ قیامت کے دن جو میزان (ترازو) نصب کیا جائے گا۔ اس میں کیا تولا جائے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ اعمالنامے تولے جائیں گے جن میں حسنات و سیئات لکھے جاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ قیامت کے دن اعمال حسنہ کو اچھی صورت میں اور اعمال سیئہ کو قبیح صورت میں متصور و مجسم کیا جائے گا اور پھر ان کو ترازو کے پلڑوں میں ڈال کر تولا جائے گا۔ قال بعضھم توزن صحائف الاعمال المکتوبۃ فیھا الحسنات والسیات ..... وقال ابن عباس یؤتی بالاعمال الحسنۃ علی صورۃ حسنۃ و بالاعمال السیئۃ علی صورۃ قبیحۃ فتوضع فی المیزان (خازن ج ٢ ص ١٤٢)

٨ یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تخویف اخروی ہے ٩ یہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ معایش معیشۃ کی جمع ہے مراد ذریعہ معاش ہے یعنی ہم نے زمین میں تم کو تمکین دی اور اس میں تمہاری روزی کے لئے کئی اسباب و ذرائع مہیا کئے اللہ کر ان انعامات کے شکرانے میں تمہیں اس کے احکام کا اتباع کرنا چاہئے اور اس کے رسول کی دعوت کو دل و جان سے قبول کرنا چاہئے ١٠ یہ دعوے کی تمہید ہے جو اس پورے رکوع میں ذکر کی گئی ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم، ابلیس کی نافرمانی اس کے ملعون و مطرود ہونے اور آدم و حوا علیہما السلام سے اس کی عداوت اور اس کی وجہ سے جنت میں ان کے برہنہ ہو جانے کا ذکر کیا گیا ہے ثم قلنا الخ ثم یہاں تعقیب ذکری کے لئے ہے ورنہ ماقبل سے مرتبط نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اولاد آدم کی پیدائش سے پہلے ہوا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی اس کے بعد بیان کرو۔ لہذا اس سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی دنیا میں انسان موجود تھے سراسر باطل ہے اور کج فہمی پر مبنی ہے بعض مفسرین نے خلقنکم اور صورنکم میں مضاف مقدر مانا ہے خلقنا اباکم آدم علیہ السلام طینا غیر مصور ثم صورناہ الخ (روح ج ٨ ص ٨٦) لیکن ثم کو تعقیب ذکری پر محمول کرنے کی صورت میں اس تقدیر کی ضرورت نہیں رہتی۔

١١ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا لیکن سجدہ کرنے کا حکم اسے بھی ہوا تھا مطلب یہ ہوگا کہ فرشتوں کو حکم دیا تو وہ مان گئے اور ابلیس کو بھی حکم ہوا مگر وہ نہیں مانا۔ عرف عام میں ایسے موقعوں پر حذف سے کام لیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے فلاں شہر والوں کو وعظ کیا وہ مان گئے لیکن فلاں شہر والوں نے نہیں مانا یعنی انکو بھی وعظ کیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ⑦ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ
اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول ٧ اس دن

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
ٹھیک ہوگی پھر جس کی تولیں بھاری ہوئیں ٨ سو وہی ہیں

الْمُفْلِحُوْنَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ
نجات پانے والے اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں سو وہی ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس واسطے کہ ہماری آیتوں

يَظْلِمُوْنَ ⑨ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا
کا انکار کرتے تھے ٩ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں ١٠ اور مقرر کر دیں

لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑩ وَلَقَدْ
اس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو اور ہم

ع ١

خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
نے تم کو پیدا کیا ١٠ پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ
سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس ١١ نہ تھا

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ
سجدہ والوں میں کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب

اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ
میں نے حکم دیا تجھ کو بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور

خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ
اس کو بنایا مٹی سے کہا تو اتر یہاں سے تو اس لائق

موضح قرآن ف ١ ہر شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق وزن کے وہی کام ہے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور بر محل کیا تو اسکا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۱۳
نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے
قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۱۴ قَالَ اِنَّكَ مِنَ
بولا کہ مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں فرمایا تجھ کو
الْمُنْظَرِيْنَ ۱۵ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ
مہلت دی گئی بولا تو جیسا ۱۲ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا انکی
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۱۶ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ
تاک میں تیری سیدھی راہ پر ف۱ پھر ان پر آؤں گا ان کے
اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ
آگے سے اور پیچھے سے ۱۳ اور دائیں سے اور
شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۱۷ قَالَ
بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکرگذار ۱۴ کہا
اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
نکل یہاں سے ۱۵ برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلیگا
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۱۸ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ
تو میں ضرور بھر دونگا دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم رہ تو
اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا
اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور
تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۹
پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ
پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ۱۶ ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ

۱۲ ما مصدریہ اور بار سببیہ ہے اغویتنی ای بما اضللتنی و هو المروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما (روح ج ۸ ص ۹۴) یعنی مجھ کو تیرے گمراہ اور بدراہ کر دینے کی وجہ سے میں آدم اور اولاد آدم کو گمراہ کرنے کے لئے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا اور مختلف حیلوں سے ان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کروں گا ۱۳ من بین ایدیهم سے آخرت پر ایمان لانے سے روکنا مراد ہے ومن خلفهم دنیا میں مشغول و منہمک کر دینا وعن ایمانهم نیکیوں سے روکنا وعن شمائلهم برائیوں کی ترغیب دینا مراد ہے۔ یا یہ چاروں ہر طریقہ سے گمراہ کرنے سے کنایہ ہے اور یہی معنی سیاق قرآن کے مطابق ہے الظاهر ان اتیانه من هذه الجهات الاربع کنایة عن وسوسته واغوائه له والجد فی اضلاله من کل وجه یمکن (بحر ج ۴ ص ۲۷۶) ۱۴ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہاں شاکر بمعنی موحد ہے قال ابن عباس معناه ولا تجد اکثرهم موحدین (خازن ج ۲ ص ۱۷۸) ۱۵ منها کی ضمیر سے جنت یا زمرۂ ملائکہ یا آسمان مراد ہے مذءوما ای مذموما (برا) مدحورا ای مطرودا (راندۂ درگاہ خدا) لمن تبعك الخ اس میں لام قسمیہ ہے اور لاملئن جهنم الخ جواب قسم ہے۔ ۱۶ لیبدی لام وسوس کے متعلق ہے اور عاقبت کے لئے ہے کیونکہ ابلیس کا مقصد خاص یہ ذلت پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد تو ان سے خدا کی نافرمانی صادر کرانا تھا لیکن آخر الامر یہ بات بھی ہو گئی واللام فی قوله لیبدی لهما لام العاقبة وذلك لان ابلیس لم یقصد بالوسوسة ظهور عوراتهما وانما کان حملهما علی المعصیة فقط فکان عاقبة امرهما ان بدت عوراتهما (خازن ج ۲ ص ۱۷۹) من سوأتهما یہ ما وری کا بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی میں تو گمراہ ہوا اب ان کی بھی راہ ماروں گا۔

۱۲ بار سببیہ ہے اور ما مصدریہ ... ۱۳ ... دنیا کی طرف مشغول کرنا ... نیکیوں سے روکنا ... برائیوں کی طرف ... یا یہ چاروں ... ۱۶ لام قسمیہ ... ای فلما ناداہم ... لام عاقبت کا ہے کیونکہ شیطان کا مقصد ظاہر کرنا نہیں تھا اور نہ اس کو علم تھا کہ ایسا ہوگا صرف ان سے اللہ کے حکم کی مخالفت کرانی مقصود تھی۔

۱۷؎ ابلیس نے ان کو قسم دی کہ وہ ان کی خیرخواہی کر رہا ہے یہاں مزید بمعنی مجرد ہے کیونکہ قسم صرف ابلیس نے کھائی تھی لیکن آدم و حوا علیہما السلام نے چونکہ اس کی قسم کو مان لیا تھا تو گویا ان کی طرف سے بھی قسم ہوگئی اس لئے باب مفاعلہ استعمال کیا گیا و اخرج قسم ابلیس علیٰ زنة المفاعلة لانہ لما کان منہ القسم و منهما التصدیق فکانهما من اثنین

(مدارک ج ۲ ص ۳۴) ۱۸؎ آخر ابلیس نے دھوکہ اور فریب سے ان کو شجرۂ ممنوعہ کھانے پر آمادہ کرلیا اور ان کو ان کے رتبۂ اطاعت سے نیچے گرا دیا ای حطهما عن درجتهما و انزلهما عن رتبة الطاعة الیٰ رتبة المعصیة (روح ج ۸ ص ۱۰۲)

۱۹؎ یہ اصل میں تِیْ تھا اسم اشارہ برائے تانیث واحد اس کے بعد لام بُعد لگایا گیا التقاء ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی اور ک، کما، کم وغیرہ ضمائر خطاب تنبیہ کے لئے آتی ہیں اور مخاطب کی مناسبت سے استعمال ہوتی ہیں۔ یہاں مخاطب چونکہ دو تھے یعنی آدم و حوا علیہما السلام اس لئے ضمیر کما استعمال کی گئی۔ ۲۰؎ شجرۂ ممنوعہ کھا لینے کی لغزش پر نادم ہوکر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہی دعائیہ کلمات ان کے دل میں ڈال دیئے چنانچہ دونوں نے انہی کلمات سے گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے لغزش معاف فرمادی جیسا کہ سورۂ بقرہ ع ۴ میں ارشاد ہے فتلقی اٰدم من ربه کلمات فتاب علیه تمام محققین اہل تفسیر کی رائے یہی ہے کہ اس آیت میں کلمات سے یہی دعا مراد ہے ای استقبلهما بالاخذ والقبول والعمل بها.... وهن قوله تعالٰی ربنا ظلمنا انفسنا الخ (مدارک ج ۱ ص ۲۵) ۲۱؎ اهبطوا بصیغہ جمع میں خطاب حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس سے ہے۔ امام فراء کہتے ہیں خطاب حضرت آدم اور حوا سے ہے جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے قال اهبطا منها جمیعا (طٰہٰ ع ۷) چونکہ وہ دونوں نوع بشری کی اصل ہیں اس لحاظ سے گویا کہ وہی جمیع بشر ہیں وضمیر الجمع لکونهما اصل البشر فکانهم هم (روح ج ۸ ص ۱۰۲)۔

عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا

تھی ان کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے

عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ

اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا

تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا

ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے ۱۷؎ اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ

لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا

تمہارا دوست ہوں ۱۷؎ پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے ۱۸؎ پھر جب چکھا ان دونوں

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ

نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے

عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ

اوپر بہشت کے پتے اور پکارا ان کو ان کے رب نے

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ

کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے ۱۹؎ اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ

الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے بولے وہ دونوں کہ اے رب ہمارے ظلم کیا

اَنْفُسَنَا ۫ سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

ہم نے اپنی جان پر ۲۰؎ اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

ہو جائیں گے تباہ فرمایا تم اترو ۲۱؎ تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى

دشمن ہوگے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک

۱؎ باب مفاعلہ مبالغہ کے لئے ہے۔ یا قسم شیطان نے کھائی اور آدم و حوا علیہما السلام نے تصدیق کی۔ از مدارک۔

موضح قرآن ف ۱ عیب ڈھکے تھے یعنی حاجت استنجا اور حاجت شہوت جنت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتارتے نہ تھے کہ اتارنے کی حاجت نہ ہوتی تھی یہ اپنے اعضا سے واقف نہ تھے، جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضا دیکھے۔

۲۲ حیات سے حیات متعارفہ مراد ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی زمین پر ہی زندگی بسر کرتے۔ زمین حیات متعارفہ کا مرکز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان میں زندگی یہاں کی متعارف زندگی نہیں۔ یعنی وہ زندگی جس کے ساتھ خورد نوش اور دیگر لوازم وابستہ ہوں۔ یہاں تک تمہید ختم ہوئی۔ **۲۳** تمہید کے بعد یہاں سے اصل مقصد یعنی دوسرا دعوی شروع ہوتا ہے جسے رکوع ۳ و ۴ میں چار دفعہ یٰبنی آدم کے عام خطاب سے بیان کیا گیا ہے قد انزلنا علیکم لباسًا یعنی ہم نے لباس اس لئے بنایا ہے تاکہ تم اپنے قابل ستر اعضاء کو ڈھانپ سکو اور لباس سے زینت و آرائش کا کام بھی لو۔ ریشا ای زینۃ **۲۴** لباس التقوٰی سے ایمان، عمل صالح اور دلی حیاء مراد ہے مطلب یہ کہ ظاہری لباس کے ساتھ یہ تقوی کا لباس بھی پہننا چاہئے جو پہلے سے کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے **۲۵** یہاں اولاد آدم کو شیطان کے فریب سے خبردار کیا گیا کہ یہ وہی تمہارا پرانا دشمن ہے جس نے تمہارے ماں باپ (حوا و آدم) کو فریب دیکر جنت سے نکالا تھا تم اس کے فریب میں نہ آجانا۔ خطاب بلا واسطہ مشرکین عرب سے ہے جو برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس فعل شنیع کو عبادت سمجھتے تھے یہ سب شیطان کے اغوار سے تھا۔ حاصل یہ کہ یہ بے حیائی تم سے شیطان کرا رہا ہے۔ شیطان کے اغوار سے تم نے بحالت طواف لباس پہننا حرام کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جیسا کہ سورۂ کہف ع ۷ میں ہے افتتخذونہ وذریتہ اولیآء من دونی وھم لکم عدوٌّ۔ مشرکین کی عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور یہ شعر گاتیں ؎

الیوم یبدو بعضہ او کلہ
فما بدا منہ فلا احلہ

احلال کے معنی ہیں لائق عذاب دانستن (صراح) یعنی آج شرمگاہ کا ننگا ہوجانا موجب عذاب نہیں۔ مولانا عارف رومی نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا جو خلاف شریعت افعال کو عبادت اور قرب الٰہی کا ذریعہ جانتے ہیں ؎

یاں نگیری ابلہاں را تو ولی
سرمنہ گوسالہ را چوں سامری

لیُریھما میں لام عاقبت کا ہے۔ **۲۶** وقبیلہٗ ای ذریتہ او جنودہ من الشیاطین (مدارک ج ۲ ص ۳۹) یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ گمراہ کرنے والا صرف ایک ابلیس ہی نہیں بلکہ اسکی بے شمار ذریت اس کام میں مصروف ہے۔ انا جعلنا الشیٰطین اولیآء للذین لا یؤمنون یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ سورۂ اعراف کے شروع میں ولا تتبعوا من دونہ اولیآء میں اولیآء سے شیاطین مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک شیطان (ابلیس) ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاذ اللہ من ہذا التشبیہ) قال الزجاج سلطنا ھم علیھم یزیدون فی غیھم فینا بعوتھم علی ذلک فصاروا اولیاءھم (بحر ج ۴ ص ۲۸۵) **۲۷** یہ شکوی ہے اور فاحشۃ سے یہاں برہنہ طواف اور دیگر مشرکانہ افعال مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس زہری، مجاہد، زید بن اسلم، ابن عطیہ اور سدی سے منقول ہے وھو طوافھم بالبیت عراۃ وشرکھم (مدارک) قال ابن عطیۃ والفاحشۃ وان کان عامًا ھی کشف

ع ۲
۵
۹

حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا
وقت تک فرمایا اسی میں تم زندہ رہوگے ۲۲ اور اسی میں تم مروگے اور اسی سے
تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا
تم نکالے جاؤگے اے اولاد آدم کی ۲۳ ہم نے اتاری تم پر پوشاک
يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ
جو ڈھکے تمہاری شرمگاہیں اور آرائش کے کپڑے اور لباس پرہیزگاری کا ۲۴
ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾
وہ سب سے بہتر ہے یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں ف
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ
اے اولاد آدم کی نہ بہکائے تم کو ۲۵ شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا
اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا
تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اتروائے ان سے ان کے کپڑے
لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ
تاکہ دکھلائے ان کو شرمگاہیں ان کی وہ دیکھتا ہے تم کو ۲۶ اور اس کی قوم
مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے کر دیا شیطانوں کو
اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا
رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے اور جب کرتے ہیں
فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ
کوئی برا کام ۲۷ تو کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ
اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ
نے بھی ہم کو یہ حکم کیا ہے تو کہہ دے کہ اللہ ۲۸ حکم نہیں کرتا برے کام کا

موضح قرآن ف یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھادی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے ۔

العودۃ فی الطواف فقد روی عن الزھری انہ قال فی ذلک نزلت ھذہ الآیات وقالہ ابن عباس ومجاھد انتھی۔ بقول زید بن مسلم السدی مشرکین کو جب اپنے افعال قبیحہ سے
روکا جاتا تو کہتے کہ ہمارے باپ دادا یہ کام کرتے چلے آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں ان کاموں کا حکم دیا ہے۔ **۲۸** یہ جواب شکوی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالی پر سراسر افترا ہے کہ اس نے ان کو ان کاموں کا حکم دیا ہے
کیونکہ اللہ تعالی کی شان اس سے بہت بلند اور ارفع
ہے کہ وہ ایسے فواحش کا حکم دے **۲۹** القسط
سے اللہ تعالی کی توحید مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن
عباس فرماتے ہیں قال ابن عباس رضی اللہ
عنہما بلا الہ الا اللہ (خازن ج۲ ص۱۸۳)
واقیموا وجوھکم ای قال واقیموا، اقیموا
سے پہلے قال مقدر ہے تاکہ امر کا خبر پر عطف لازم
نہ آئے کیونکہ وہ جائز نہیں۔ یعنی اپنی توجہات صرف
اللہ کی جانب رکھو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو
اور خالصۃً صرف اللہ تعالی ہی کو پکارو۔ **۳۰** شیطان
کے اغوار اور وسوسہ میں آکر شرک اور فواحش میں
مبتلا ہو گئے اور اللہ کے احکام کو چھوڑ کر شیطان کی
پیروی شروع کر دی اور بدقسمتی سے اسی کو راہ
ہدایت سمجھ بیٹھے **۳۱** زینۃ سے لباس مراد
ہے مسجد سے مراد وقت سجدہ ہے یعنی ہر
نماز کے وقت لباس ساتر عورت پہنو یا مسجد
سے جائے سجدہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر مسجد
میں ہر قسم کی عبادت طواف، نماز وغیرہ کے وقت
لباس زیب تن کرو اور اپنی طرف سے تحریمیں نہ کرو
کیونکہ یہ شرک ہے ایسی خود ساختہ تحریمات کو ختم کرو
ولا تسرفوا ای لا تشرکوا **۳۲** یہ تحریمات
غیر اللہ کا بیان ہے یعنی زینت و آرائش کا جو سامان
اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور رزق
کے لئے اس نے جو پاکیزہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں
یہ کس نے حرام کی ہیں۔ ظاہر ہے اللہ نے تو ان کو
حرام نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس نے یہ چیزیں بندوں کے
استعمال کے لئے پیدا کی ہیں لہذا اپنی طرف سے ان
حلال چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ **۳۳** یعنی یہ سامان
آرائش و زینت اور طیبات رزق دنیا میں بھی مومنین
کے فائدہ اٹھانے کیلئے ہیں مگر یہاں ان اشیاء سے نفع
اٹھانے میں کفار و مشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہیں
خالصۃ یوم القیمۃ لیکن قیامت کے دن یہ اشیاء
مومنین کے ساتھ مختص ہونگی اور کفار ان سے محروم ہونگے کذلک نفصل الآیت ای نمیز الحلال من الحرام لقوم یعلمون انہ لا شریک لہ (مدارک ج۲ ص۳۹)

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ
کیا لگاتے ہو اللہ کے ذمے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۱ تو کہہ دے کہ میرے
رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ
رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا ۲۹ اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز
مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ كَمَا
کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر جیسا
بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِیْقًا هَدٰى وَ فَرِیْقًا
تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہو گے ف۲ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر
حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ
مقرر ہو چکی گمراہی انہوں نے بنایا شیطانوں کو ۳۰
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
رفیق اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ
ہدایت پر ہیں اے اولاد آدم کی لے لو ۳۱ اپنی آرائش ف۲ ہر
كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ
نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو
لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ ع قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ
خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے ف۴ تو کہہ دے کس نے حرام کیا ۳۲ اللہ کی
اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ
زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں
الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ
کھانے کی تو کہہ یہ نعمتیں اصل میں ۳۳ ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا

ع ۲ ۱۰

موضح قرآن ف۱ یعنی سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند لاتے ہو ف۲ اپنی رونق یعنی لباس نماز میں فرض ہے مرد کو کمر سے ناف تو زانو تک اور عورت کو سارا بدن۔ مگر لونڈی کو زانو سے نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور باریک جس میں بدن یا بال نظر آوے معتبر نہیں اور فرمایا کہ مت اڑاؤ یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی سر و پا برہنہ خلقنہ ناکردہ محشور شوید ۱۲ ف۲ یعنی لباس خود را ۱۲۔

۳۴ یہ تحریمات الٰہیہ کا بیان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا جو تم نے از خود حرام کرلی ہیں اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں ان کو تم حرام نہیں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فواحش ظاہرہ اور خفیہ کو حرام کیا ہے، ہر قسم کے گناہ، ظلم ناحق، تمام انواع شرک اور اپنی ذات پر افترا کو حرام ٹھہرایا ہے مگر ان محرمات سے تم باز نہیں آتے ہو ما لم ینزل میں ما سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں اور بہ ای بمعبودیتہ یعنی ان معبودانِ باطلہ کو خدا کا شریک بنانا بھی حرام ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ۳۵ تمام ہلاک شدہ امتوں کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا ولکل امۃ من الامم المھلکۃ اجل ای وقت معین مضروب لاستئصالھم کما قال الحسن الخ (روح ج ۸ ص ۱۱۲) جب ان کی ہلاکت کا وقت آ پہنچا انہیں فوراً مبتلائے عذاب کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت میں مقررہ اجل سے ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی فاذا جاء اجلھم کے بعد اذا کی جزاء محذوف ہے۔ ای عذبوا لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ماقبل کی توضیح اور تاکید ہے۔ یا ولا یستقدمون کا عطف فاذا جاء پر ہے اور ولا یستقدمون۔ فاذا کی جزا نہیں بلکہ جاء اجلھم کے مقابل دوسری شق ہے۔ ۳۶ اس سے قبل قلنا محذوف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کسی گذشتہ واقعہ کو لفظ مضارع سے تعبیر کیا جائے تو وہاں قلنا محذوف ہوتا ہے تاکہ خلاف مراد کا وہم نہ ہو۔ اس طرح یہ آیت قال اھبطوا بعضکم لبعض کے ساتھ متعلق ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ قصہ آدم کے بعد ہم نے اسی وقت اولاد آدم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے چنانچہ اللہ کے رسول آئے یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس لئے اس خطاب کو موجودہ بنی آدم پر چسپاں کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ رسالت کے جریان پر استدلال کرنا قطعاً غلط اور قرآن کی تحریف کے مرادف ہے سورۂ بقرہ ع ۴ کی آیت اس پر شاہد عدل ہے جس میں ہبوط کے حکم کے متصل بعد فرمایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت کا پیغام لے کر میرے انبیاء آئیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْنَا اھبطوا منھا جمیعا ج فاما یاتینکم منی ھدی الخ ۳۷ رسل منکم ای من جنسکم ومثلکم من بنی آدم (خازن ج ۲ ص ۱۹۶) یعنی رسول تمہاری جنس (بنی آدم) ہی سے آئیں گے کسی دوسری جنس سے نہیں آئیں گے فمن اتقٰی جس نے شرک اور میرے پیغمبروں کی مخالفت سے اجتناب کیا یعنی فمن اتقی الشرک ومخالفۃ رسلی (خازن) یہ بشارت اخروی ہے۔ والذین کذبوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

کی زندگی میں ف خالص انہی کے واسطے ہیں قیامت کے دن اسی طرح مفصل بیان کرتے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ

ہیں ہم آیتیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں ف تو کہہ دے کہ میرے رب نے حرام کیا ہے

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ

صرف بے حیائی کی باتوں کو جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو کہ

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور اس بات کو کہ لگاؤ اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ

تم کو معلوم نہیں اور ہر فرقے کے واسطے ایک وعدہ ہے ف پھر جب آ پہنچے گا

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

ان کا وعدہ ف نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس رسول ۳۶ ف تم میں کے ۳۷ کہ سنائیں تم کو

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہی ہیں دوزخ میں رہنے والے

۳۴ ای تحریم الحلال۔ ای تحلیل الحرام ای الله لا شریک له ۳۵ معبودان باطلہ ای نقصان محذوف ہے ای بیان معبودیتہ ۳۶ جزا محذوف ہے ای عذبوا لا یستقدمون اذا جاء یعلمون ہے ای قلنا پیچھا ہے بنی آدم علیہم السلام کے بعد انبیاء علیہم السلام کے رہنے کا مطلب نہیں ۳۷ آخری پیغمبر کے بعد آئے ہیں کے جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں ای من جنسکم ومثلکم ای الشرک و مخالفۃ رسلی تخویف اخروی۔

موضح قرآن ف یعنی منع کام ہیں خرچ نہ کرے۔ باقی کھانا پینا سب روا ہے جو نعمت ہے سو مسلمانوں کے واسطے پیدا ہوئی ہے۔ دنیا میں کافر بھی شریک ہوگئے، آخرت میں فقط انہیں کی ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی لائق ایشان است اگرچہ دیگران نیز استعمال کنند ۱۲ ف در یں آیت اشارت است بر مذہب رہبان یہود و نصاریٰ و متقشفین عرب کہ توسع در مآکل و ملابس مکروہ میداشتند ف یعنی وقت معین است برائے اہلاک ایشان ۱۲ ف یعنی نزدیک شود ۱۲ ف یعنی بر زبان حضرت آدم چنانکہ در سورۂ بقرہ اشارت رفت ۱۲۔

۳۸ یہ زجر ہے افتری علی اللہ کذبا اللہ پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے اس کا شریک بنانا اور کسی کو اس کا ولد یا نائب ٹھہرانا یعنی فمن اعظم ظلما ممن یقول علی اللہ مالم یقلہ اوبجعل لہ شریکا من خلقہ وھو منزہ عن الشریک والولد (خازن) ینالھم نصیبھم من الکتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں ان کے لئے جو سزا مقدر ہے وہ ضرور ان کو مل کر رہے گی۔ **۳۹** یہ تخویف اخروی ہے۔ رسلنا یتوفونھم اس سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک نہیں بلکہ زیادہ ہیں جن کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ لہٰذا اس سے بھی اہل بدعت کا استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک فرشتہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر مختلف علاقوں میں ایک ہی وقت میں کئی انسانوں کی جان قبض کر سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورۂ سجدہ ع ۱ میں ہے قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ملک الموت اسم جنس ہے اور اس سے جان قبض کرنے والے فرشتوں کی جنس مراد ہے۔ یا اس سے اس جنس کا رئیس مراد ہے جس کے حکم سے ماتحت فرشتے جان قبض کرتے ہیں اور ماتحتوں کا فعل عام طور پر سردار کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ بادشاہ نے قلعہ فتح کر لیا حالانکہ قلعہ اس کی فوج نے فتح کیا ہوتا ہے۔ این ماکنتم تدعون۔ ما سے وہ معبود مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں مصائب و مشکلات کے وقت پکارتے اور ان سے مدد مانگتے تھے۔ ای این الالھۃ التی کنتم تعبدونھا فی الدنیا و تستعینون بھا فی المھمات (روح ج ۸ ص ۱۱۵) ضلوا عنا مشرکین جواب میں کہیں گے وہ تو آج غائب ہو گئے ہیں اور آج جبکہ ہمیں ان کی سخت ضرورت تھی انہوں نے ہمیں کوئی نفع نہیں پہنچایا غابوا فلا نراھم ولا ننتفع بھم (جامع البیان ص ۱۳۴) **۴۰** فی امم۔ فی بمعنی مع ہے ای مع امم فی النار یہ ادخلو سے متعلق ہے (مدارک، روح)۔ **۴۱** اخت سے ہم مسلک جماعت مراد ہے۔ جب مشرکین کی وہ جماعت جہنم میں داخل ہوگی جو دوسروں کی پیروی کرتی تھی تو وہ اپنے پیشواؤں پر لعنت بھیجے گی جنہوں نے ان کو گمراہ کیا اور جب پیشوایان مشرکین دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے متبعین کو کوسیں گے جنہوں نے ان کا اتباع کر کے ان کی ہمت افزائی کی اور ان کی گمراہی میں اضافہ کیا۔ ای دعت علی نظیرھا فی الدین فتلعن التابعۃ المتبوعۃ التی اضلتھا وتلعن المتبوعۃ التابعۃ التی زادت فی ضلالھا (روح ج ۸ ص ۱۲۶) **۴۲** اخرٰھم مشرک مریدوں کی جماعت اولٰھم مشرک پیروں اور راہنماؤں کی جماعت۔ جب سب کو جہنم میں داخل ہونے کا حکم ہوگا تب مریدین اور تابعین اپنے مشرک پیروں اور پیشواؤں کے بارے میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اس لئے ان کو دوگنا عذاب دے قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ ارشاد ہوگا سب کو دوگنا عذاب ہوگا تابعین کو بھی اور متبوعین کو بھی متبوعین کو اس لئے کہ وہ خود گمراہ تھے اور دوسروں کو گمراہ کرتے تھے اور تم تابعین کو اس لئے کہ تم خود بھی گمراہ تھے اور اپنے مشرک پیشواؤں کی ہر بات پر آمنا کہہ کر ان کی گمراہی اور سرکشی میں اضافہ کا باعث بنتے تھے

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے **۳۸** جو
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ
بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کے حکموں کو وہ لوگ ہیں
يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ
کہ ملیگا ان کو جو ان کا حصہ لکھا ہوا ہے کتاب میں **ف۱** یہاں تک کہ جب پہنچیں ان کے پاس **۳۹**
رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ
ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان لینے کو تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم
تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ
پکارا کرتے تھے سوا اللہ کے بولیں گے وہ ہم سے کھوئے گئے اور
شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ
اقرار کریں گے اپنے اوپر کہ بے شک وہ کافر تھے
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ
فرمائے گا داخل ہو جاؤ **۴۰** ہمراہ اور امتوں کے جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں
مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ
جن اور آدمیوں میں سے دوزخ کے اندر جب داخل ہوگی
اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
ایک امت تو لعنت کرے گی دوسری امت کو **۴۱** یہاں تک کہ گر چکیں گے اس میں
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ
سارے تو کہیں گے ان کے پچھلے **۴۲** پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو
اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ ۵
انہی نے گمراہ کیا سو تو ان کو دے دونا عذاب آگ کا

مرا زتر ۲ ای یجعل لہ شریکا من خلقہ ۳ تخویف اخروی۔ ۴ یہاں سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر کئی فرشتے مقرر ہیں ایک نہیں ۵ یہاں سے معلوم ہوا کہ صرف مشرکین سے موت کے وقت یہ سوال کیا جاتا ہے۔ ۶ معلوم ہوا معبودان باطلہ کو کسی کے مرنے کا کوئی پتہ نہیں
۷ متعلق ہے ادخلوا کے ۸ مشرک پیروں ۹ اور مریدوں کے متعلق ہیں ۱۰ مشرک مریدوں ۱۱ مشرک پیر

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی نعمت و نقمت کہ مقدر شدہ در دنیا بایشان برسد ۱۲۔

۴۳؎ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ ارشاد سن کر متبوعین، تابعین سے کہیں گے کہ سزاوارِ عذاب ہونے میں ہم اور تم برابر ہیں اور تخفیف عذاب کا تمہیں کوئی استحقاق نہیں لہٰذا اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ **۴۴؎** یہ تخویف اخروی ہے۔ آیات سے توحید و رسالت اور معاد اور اصول دین کے دلائل مراد ہیں۔ الدالۃ علی اصول الدین و احکام الشرع کالادلۃ الدالۃ علی وجود الصانع و وحدتہ والدالۃ علی النبوۃ والمعاد ونحو ذلک (روح ج ۸ ص۱۱۱) یعنی کذبوا بدلائل التوحید فلم یصدقوا بہا ولم یتبعوا رسلنا (خازن ج ۲ ص۱۸۸)

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ
فرمائے گا کہ دونوں کو دوگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے ف۱ ف۱ اور کہیں گے
اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ
ان کے پہلے ۴۳؎ پچھلوں کو پس کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر
فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٣٩﴾
بڑائی اب چکھو عذاب بسبب اپنی کمائی کے
اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا
بے شک جنہوں نے جھٹلایا ۴۴؎ ہماری آیتوں کو اور ان کے مقابلے میں تکبر کیا نہ
تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
کھولے جائیں گے ۴۵؎ ان کے لئے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے جنت میں ۴۶؎
حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں ف۲ اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ
گنہگاروں کو ان کے لئے دوزخ کا بچھونا ہے اور
فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾
اوپر سے اوڑھنا اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں ظالموں کو
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ
اور جو ایمان لائے ۴۷؎ اور کیں نیکیاں ہم بوجھ نہیں رکھتے
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
کسی پر مگر اس کی طاقت کے موافق وہی ہیں جنت میں رہنے والے، وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ
اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور نکال لیں گے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں

ع ۸ / ۱۱

۱؎ ای بدلائل التوحید فلم یصدقوا بہا ولم یتبعوا رسلنا ۲؎ ای ابواب الرحمۃ ۳؎ یعنی محال ۴؎ تخویف اخروی ۵؎ سائبان ۶؎ ای المشرکین الذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعہا ۷؎ بشارت ۸؎ درمیان میں جملہ معترضہ۔

۴۵؎ حدیث میں وارد ہے کہ جب مومن کی وفات ہوتی ہے فرشتے اس کی روح کو لیکر آسمان کی طرف جاتے ہیں اور اس کی خاطر آسمانوں کے دروازے کھول دئیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح مؤمن کے اعمال صالحہ کے لئے بھی آسمانوں کے دروازے کھلے رہتے ہیں لیکن کفار و مشرکین کی ارواح اور ان کے اعمال کے لئے ایسا نہیں ہوتا اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ **۴۶؎** الجمل جوان اونٹ سم الخیاط سوئی کا ناکا یعنی وہ سوراخ جس میں تاگا ڈالا جاتا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جسے کسی کام کے ناممکن اور محال ہونے کو ظاہر کرنے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ دلائل توحید و رسالت کو جھٹلانے والے جنت میں کبھی داخل نہیں ہوں گے۔ ان کا جنت میں داخل ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا محال ہے مِهَادٌ بچھونا غَوَاشٍ سائبان مطلب یہ ہے کہ جہنم کی آگ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی اور آگ ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی۔ الظّٰلمین المشرکین الّذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعہا (خازن ج ۲ ص۱۸۹) **۴۷؎** یہ بشارت اخروی ہے لا نکلف نفسًا الّا وسعہا۔ جملہ معترضہ ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ الخ ایمان والوں کے دلوں میں دنیا میں ایک دوسرے کے بارے میں جو رنجشیں ہوں گی جنت میں ان کو دلوں سے محو کر دیا جائے گا اور وہاں انہیں ہر قسم کا دلی سکون حاصل ہوگا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک حساب سے پہلی امت کا گناہ بڑا کہ پچھلوں کو راہ ڈالی اور ایک طرح پچھلوں کا بڑا کہ پہلوں کا حال دیکھ سن کر عبرت نہ پکڑی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تابعین را عذاب کفر و تقلید و متبوعین را عذاب ضلال و اضلال ۱۲ ف۲ یعنی محال است ۱۲۔

۴۸؎ جنت میں داخل ہونے کے بعد اہل جنت اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد وثنا کریں گے۔ ۴۹؎ اس سوال سے جہنمیوں کو مزید حزن وملال میں مبتلا کرنا اور اس حقیقت کا اظہار مقصود ہوگا کہ اہل ایمان ابدی سعادت پا چکے ہیں والغرض من ھذا السؤال اظہار انہ وصل الی السعادات الکاملۃ وایقاع الحزن فی قلب العدو (کبیر ج۴ ضــ) فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اعلان کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اسرافیل صاحب الصور یا جبریل علیہما السلام ہوں گے یا کوئی اور غیر معین فرشتہ (بحر، روح وغیرہ) ۵۰؎ یہ لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا یصدون بانفسھم عن دینہ سبحانہ یعنی وہ خود دین سے کنارہ کش رہتے تھے اور دوسری صورت میں یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ یعنی وہ لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے تھے یبغونھا عوجًا اللہ کے دین اور توحید کے دلائل میں شبہات پیدا کر کے لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ بالنہی عنہ و دخال الشبہ فی دلائلہ (روح ج۸ ص۱۲۳) ۵۱؎ اہل جنت اور اہل نار کے درمیان ایک بہت بڑا پردہ حائل ہوگا جو جنت اور دوزخ کا اثر ایک دوسری طرف پہنچنے سے مانع ہوگا وعلی الاعراف اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان حجاب حاجز کے اوپر کا بلند حصہ ہے الذی علیہ الاکثر ان المراد من الاعراف اعالی ذلک السور المضروب بین الجنۃ والنار وھذا قول ابن عباس (کبیر ج۴ ص۲۳) اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے۔ قیل یارسول اللہ فمن استوت حسناتہ و سیئاتہ قال اولئک اصحب الاعراف لم یدخلوھا وھم یطمعون وقالہ ابن مسعود وابن عباس وحذیفۃ وابوھریرۃ (بحر ج۴ ص۳) اصحاب اعراف کے بارے میں محقق قول یہی ہے کہ وہ آخر کار جنت میں داخل ہوں گے۔ اگلی گفتگو ان کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی۔

غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ

خفگی تھی ف۱ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر

لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ

اللہ کا ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے

لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بے شک لائے تھے رسول ہمارے رب کے

بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا

سچی بات اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اسکے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

بدلے میں اپنے اعمال کے ف۱ اور پکاریں گے جنت والے ۴۹؎

اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا

دوزخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب نے

حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا

سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

کہ ہاں پھر پکارے گا ایک پکارنے والا ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی ان

الظّٰلِمِیْنَ ۝۴۴ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ

ظالموں پر جو روکتے تھے ۵۰؎ اللہ کی

اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝۴۵

راہ سے اور ڈھونڈتے تھے اس میں کجی ف۲ اور وہ آخرت سے منکر تھے ف۲

وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ

اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک دیوار ف۳ ۵۱؎ اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لینگے

ل یعنی شبہات ڈال کر دین کے مسئلہ توحید کو مشتبہ کرتے ہیں۔

یعنی جنت اور دوزخ کے درمیان اونچی جگہ ہے۔

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ نیکوں کے دل میں بھی آپس میں خفگی ہوگی جنت کے قریب پہنچ کر آپس میں دل صاف ہوں گے تب جنت میں جاویں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی ف۲ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اکثر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں مگر ایسوں پر۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی آن کینہ ہا کہ در دل بہشتیان باشد دور کنیم مثل آنچہ میان عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد ۱۲ ف۲ یعنی میخواستند کہ بشبہات این را باطل سازند ۱۲ ف۳ و آن مسمی باعراف است ۱۲۔

ف۵۲ یہ جملہ معترضہ ہے جس میں اصحاب اعراف کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب اعراف اپنی جگہ ہی سے اہل جنت اور اہل نار کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان لیں گے۔ مثلاً اہل جنت کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے اور اہل نار کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اصحاب اعراف جنت والوں کو آواز دے کر سلام کہیں گے۔ ف۵۳ لیکن جب ان کی نگاہ دوزخیوں پر پڑے گی تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگیں گے القوم الظلمین یعنی مشرک لوگ یعنی الذین ظلموا انفسھم بالشرک (خازن ج۲ ص۱۹۳) ف۵۴ اصحاب اعراف دوزخیوں میں سے کچھ لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور بطور توبیخ ان سے کہیں گے آج وہ تمہاری جمعیتیں کہاں ہوئیں جن کے بل بوتے پر تم دنیا میں فخر و ناز کیا کرتے تھے اور جن پر مغرور ہو کر قبول حق سے روگردانی کیا کرتے تھے۔

كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
ہر ایک کو اس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے
عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا
تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امیدوار ہیں ف۱ ف۵۲ اور جب
صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا
پھرے گی ف۵۳ ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ ع وَنَادٰٓى
اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ اور پکاریں گے
اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ
اعراف والے ف۵۴ ان لوگوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ان کی نشانی سے
قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾
کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم تکبر کیا کرتے تھے
اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ
اب یہ وہی ہیں ف۵۵ کہ تم قسم کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو اللہ کی رحمت ف۱
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾
چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے
وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا
اور پکاریں گے دوزخ والے ف۵۶ جنت والوں کو کہ بہاؤ
عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ
ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نے کہیں گے
اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ ۙ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے جنہوں نے ٹھہرایا ف۵۷

۵ ع ۱۲

ف۱ صفت رجال
ف۲ برائے بیان حال اصحاب اعراف
ف۳ ای الذین ظلموا انفسہم بالشرک (خازن)
ف۴ ای قیل لہم
ف۵ ای القوا علینا
ف۶ از قبیل علفتہا تبنا وماء باردا۔

سید محمود آلوسی فرماتے ہیں وما کنتم تستکبرون میں ما سے مراد معبودان باطلہ ہیں اور استکبار سے ان کی عظمت و کبریائی کا اعتقاد مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تم جن معبودوں کی عظمت و کبریائی کے معتقد تھے آج انہوں نے بھی تمہیں کوئی نفع نہ پہنچایا والمراد بہا حینئذ الاصنام ومعنی استکبارھم ایاھا اعتقادھم عظمہا وکبرھا ای ما اغنی عنکم جمعکم واصنامکم التی کنتم تعتقدون کبرھا وعظمہا (روح ج۸ ص۱۲۵،۶) ف۵۵ یہ اصحاب اعراف کے قول ہی کا تتمہ ہے وہ ضعفاء مومنین کی طرف اشارہ کر کے دوزخ میں جلتے ہوئے کافروں سے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کو تم نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے تھے اور جن کے بارے میں قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کی رحمت کے ہرگز مستحق نہیں اور اللہ انہیں جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا ادخلوا الجنۃ ای قیل لہم اب دیکھو ہوا انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مل چکا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں کوئی ڈر اور غم نہیں ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہو بھی چکے ہیں۔ ف۵۶ یہ مکالمہ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ہوگا۔ او مما رزقکم اللہ ای القوا علینا مما رزقکم اللہ یعنی یہاں القوا فعل محذوف ہے۔ اور یہ علفتہا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے یعنی ہم پر تھوڑا سا پانی ہی گرا دو یا اور جو نعمتیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان میں سے کچھ ہماری طرف پھینک دو۔ ف۵۷ جنہوں نے دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے جس چیز کو چاہا حلال کر لیا اور جس کو چاہا حرام کر لیا فحرموا واحلوا ما شاءوا (مدارک ج۲ ص۴۴) فحرموا ما شاءوا واستحلوا ما شاءوا (روح المعانی) یا اس سے وہ بے اصل اور لایعنی امور مراد ہیں جن کو انہوں نے دین سمجھ رکھا تھا مثلاً بیت اللہ کے پاس تالیاں اور سیٹیاں بجانا۔ ھو ما زین لہم الشیطان من تحریم البحیرۃ والسوائب والمکاء والتصدیۃ حول البیت وسائر الخصال الذمیمۃ التی کانوا یفعلونہا فی زمان الجاھلیۃ (خازن ج۲ ص۱۹۴)

آج کل قوالی کے نام سے سارنگی ڈھولک اور دیگر مزامیر کا استعمال بھی لہو و لعب میں داخل ہے جسے آجکل کے دین و شریعت سے بے بہرہ اور روحانیت سے کورے صوفی عین عبادت سمجھتے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ جنت دوزخ کے بیچ میں دیوار ہوگی اس کے سرے پر مرد ہیں نجات والے جو حشر اور حساب سے فارغ ہیں بہشتی اور دوزخی کو نشان سے پہچان کر جنت والوں کو خوشخبری کہیں گے سلامتی کی یہ ابھی امیدوار ہیں خوشخبری سن کر خوش ہوں گے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی فقراء مسلمین کہ کافران از ایشان حسابی نمیگرفتند ۱۲۔

۵۸ نسیان چونکہ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے اس لئے یہاں مجازاً نسیان ترک اور تاخیر کے معنوں میں ہے اور کما نسوا میں کاف تعلیل کے لئے ہے (روح) یعنی چونکہ انہوں نے یوم آخرت کی تیاری کے لئے اعمال صالحہ ترک کر دئے تھے اس لئے آج ہم ان کو عذاب میں مبتلا چھوڑ دیں گے ای نترکھم فی عذابھا کما ترکوا العمل للقاء یومھم ھذا وھذا قول الحسن ومجاھد والسدی والاکثرین (کبیر ج ۴ ص ۳۱۷، خازن ج ۲ ص ۱۹۴) ۵۹ یہ ما نسوا پر معطوف ہے اور آیات سے دلائل توحید مراد ہیں کانوا بدلائل وحدانیتنا یکذبون (خازن) یہ ان کو عذاب جہنم میں چھوڑنے کی دوسری علت ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ ۶۰ کتاب سے جنس کتاب مراد ہے جو تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو شامل ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں کتابیں نازل کیں جن میں کامل علم اور حکمت کے ساتھ احکام شرائع کو تفصیل سے بیان کیا اور جو ایمان والوں کے لئے سراپا ہدایت و رحمت تھیں ۶۱ اب کفار و مشرکین اللہ کی کتاب پر ایمان کیوں نہیں لاتے کیا وہ اس کتاب میں مذکور وعد و وعید کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟ لیکن یہ چیز ان کے لئے مفید نہیں ہوگی جس دن (یعنی قیامت کے دن) مومنین سے کئے گئے انعام و اکرام کے وعدے اور مشرکین اور کفار کو سنائی گئی عذاب جہنم کی وعیدیں پوری ہو جائیں گی وہ دن منکرین کے لئے انتہائی حسرت و یاس اور تاسف کا دن ہوگا۔ اس دن وہ نہایت افسوس سے کہیں گے کہ اللہ کے پیغمبر تو بلاشبہ پیغام حق لے کر ہمارے پاس آئے مگر وائے بدقسمتی ہم نے ان کی ایک نہ سنی۔ کیا آج کوئی ایسی ہستی ہے جو ہماری سفارش کر کے آج ہمیں عذاب سے چھڑا لے یا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ ہمیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ ہم نیک اعمال بجا لائیں شفعاء سے یہاں وہ اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جن کو مشرکین متصرف و کارساز اور خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ۶۲ وہ اپنی عمریں شرک و معاصی میں صرف کر کے خسارے میں رہے اور جن معبودوں کو انہوں نے سفارشی اور کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ (قد خسروا انفسھم) بصرف اعمارھم التی ھی رأس مالھم الی الشرک والمعاصی (وضل عنھم) غاب وفقد (ما کانوا یفترون) ای الذی کانوا یفترونہ من الاصنام شرکاء للہ سبحانہ وشفعاءھم یوم القیمۃ والمراد انہ ظھر بطلانہ ولم یفدھم شیئا (روح ج ۸ ص ۱۲۸)

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ
اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے
فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ
سو آج ہم ان کو بھلا دینگے ۵۸ جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو
وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ
اور جیسا کہ وہ ۵۹ ہماری آیتوں سے منکر تھے ۶۰ اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچا دی ہے
بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے ہم نے خبرداری سے راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ
کے لئے کیا اب اسی کے منتظر ہیں ۶۱ کہ اس کا مضمون ظاہر ہو جائے۔ جس دن
يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ
ظاہر ہو جائیگا اس کا مضمون کہنے لگیں گے وہ لوگ جو اس کو بھول رہے تھے پہلے سے
قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا
بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسول سچی بات سو اب کوئی
مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ
ہماری سفارش والے ہیں تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیئے جائیں تو ہم عمل کریں
غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
خلاف اس کے جو ہم کر رہے تھے ۶۲ بیشک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو ۶۳
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع اِنَّ رَبَّكُمُ
اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے ۶۴ بے شک تمہارا رب ۶۳
اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ

تیسرا دعویٰ

۶۳ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا غائبانہ حاجات میں اسی ہی کو پکارو ثم استوی علی العرش یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ اس نے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا۔ صفت خالقیت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور اس نے اپنے اختیارات و تصرفات میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ قرآن مجید میں استواء علی العرش کا جہاں بھی ذکر آیا ہے اس کے ساتھ زمین و آسمان اور نظام شمسی کی تخلیق کا ذکر بھی ضرور کیا گیا ہے اور یہ کہ سارا نظام عالم اور نظام عالم کی تدبیر کار اللہ کے اپنے اختیار میں ہے۔ مثلاً سورۂ یونس ع ۱ میں ہے۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر ما من شفیع الا من بعد اذنہ ذلکم اللہ ربکم فاعبدوہ افلا تذکرون ○ (۱) سورہ طٰہٰ ع ۱ میں ہے تنزیلا ممن خلق الارض والسموٰت العلیٰ الرحمن علی العرش استویٰ

منزل ۲

موضح قرآن ف یعنی کافر راہ دیکھتے کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ لیں ٹھیک پڑے تب قبول کریں سو جب ٹھیک پڑیگی تب خلاصی کہاں ملیگی خبر اسی واسطے ہے کہ آگے سے بچاؤ کر لیں۔

فتح الرحمن ف فراموش کردن خدا ترک ایشان است در دوزخ ۱۲ ف۳ یعنی مسلمان شویم و بت را نہ پرستیم ۱۲۔

لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ (۳) سورہ سجدہ رکوع ایک میں ہے۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع ط افلا تتذکرون ○ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ○ ذٰلک عٰلم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ○ ان تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استواء علی العرش سے مراد یہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں لفظ عرش سلطنت، عظمت اور غلبہ کے مفہوم میں مستعمل ہے ویکنی بہ عن العز والسلطان والملک فیقال ثل عرشہ ای ذہب عزہ وملکہ (روح ج۸ ص۱۳۴ قرطبی ج۷ ص۲۲۰) اسی طرح علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ وقد یؤول العرش فی الآیۃ بمعنی الملک ای ما استوی الملک الا لہ عزوجل (قرطبی ج۷ ص۲۲۱) ۶۴ے یہ تینوں السمٰوٰت پر معطوف ہیں اور مسخرٰت ان سے حال ہے الا لہ الخلق والامر یہ ماقبل کی تکمیل و تذییل ہے یعنی سارے عالم کا خالق بھی وہی ہے اور مدبر و متصرف بھی وہی ہے کالتذییل للکلام السابق ای انہ تعالیٰ ہو الذی خلق الاشیاء .... وہو الذی دبرہا وصرفہا علی حسب ارادتہ الخ (روح ج۸ ص۱۳۹) ۶۵ے چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہی متصرف و مختار ہے لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو المعتدین یعنی غیر اللہ کو پکارنے والے ولا تفسدوا فی الارض ای بالشرک بعد التوحید (مدارک ج۲ ص۴۴) ۶۶ے اللہ کے عذاب کا ڈر اور اس کی رحمت کی امید دل میں رکھو صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ۶۷ے یہ الذی خلق السمٰوٰت پر معطوف ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ باران رحمت سے پہلے ہوا بھیجتا ہے جو پر آب بادلوں کو بنجر زمین کی طرف اٹھا لے جاتے ہیں۔ بارش سے مردہ زمین میں اللہ تعالیٰ جان ڈال دیتا ہے اور وہ ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا کرتی ہے ۶۸ے یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جس طرح ہم بنجر زمین کو بارش سے زندہ کر کے قابل روئیدگی بنا دیتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکال لیں گے۔

أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ

دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر اڑھاتا ہے رات پر

النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

دن ف۱ کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے ف۲ دوڑتا ہوا اور پیدا کیے سورج اور چاند ۶۴ے اور تارے

مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ

تابعدار اپنے حکم کے سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ

ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا پکارو اپنے رب کو ۶۵ے گڑگڑا کر اور

خُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٥٥﴾ ج وَلَا تُفْسِدُوْا

چپکے چپکے اس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے ف۱ اور مت خرابی ڈالو

فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد ف۳ اور پکارو اس کو ڈر اور

طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

توقع سے ۶۶ے بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے ف۲

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

اور وہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں ۶۷ے خوشخبری لانیوالی مینہ

رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰى اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ

سے پہلے ف۴ یہانتک کہ جب وہ ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم

لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ

اس بادل کو ایک شہر مردہ کیطرف پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی پھر اس سے نکالتے ہیں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى

سب طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو ۶۸ے ف۵

لے یہ بتایا ہے اس سے کہ اس نے نظام عالم میں سے کچھ بھی حوالے نہیں کیا ہے غیر اللہ کو پکارنے والے ہے ای لا تفسدوا بالشرک بعد التوحید

ربط جملہ معترضہ

موضح قرآن ف۱ دعا میں بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنی نمود نہ ہو اور دل سے گڑگڑا کر نکلے اور حد سے نہ بڑھے یعنی اپنے منہ سے بڑی بات نہ مانگے ف۲ سنوارے پیچھے زمین میں خرابی نہ مچاؤ یعنی اسلام میں کفر کی رسمیں نہ داخل کرو اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دلیر بھی مت ہو اور ناامید بھی مت ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گاہی اجزاء شب را بلباس نہار پوشانیدہ در حساب نہار میگرداند ۱۲ ف۲ یعنی از پی درآمدن شب بعد روز مشابہ آنست کہ کسی کسی را دوان و شتابان میطلبد ف۳ یعنی بسبب بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ف۴ پیش از باران ۱۲ ف۵ یعنی از قبور بیرون کردیم ۱۲

٦٩ البلد الطیّب اچھی زمین الذی خبث ناقص اور شور زمین نکدًا بیکار۔ یہ مؤمن وکافر کی صلاحیتوں اوران کے اعمال کی تمثیل ہے۔ بلد طیب یعنی اچھی زمین مؤمن کے دل سے عبادت ہے جس میں آیات الٰہی سے زندگی پیدا ہوجاتی ہے جس کا نتیجہ اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور الذی خبث یعنی ناقص زمین کافر معاند کا دل ہے جس پر آیات الٰہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس کے جوارح سے کفر وشرک اور طغیان وعصیان ہی ظاہر ہوتا ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ھذا مثل ضربہ اللہ تعالٰی للمؤمن یقول ھو طیب وعملہ طیب کما ان البلد الطیب ثمرہ طیب ثم ضرب مثل الکافر کالبلدۃ السبخۃ المالحۃ التی خرجت منہا البرکۃ فالکافر خبیث وعملہ خبیث (خازن ج ۲ ص۲۰۱)

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

تاکہ تم غور کرو اور جو شہر پاکیزہ ہے ٦٩ اس کا

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ

سبزہ نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں

اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

نہیں نکلتا مگر ناقص ۔یوں پھیر پھیر کر بتلاتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے

يَّشْكُرُوْنَ ﴿٥٨﴾ ع لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

لوگوں کو ف۱ ف۲ بیشک بھیجا ہم نے نوح کو ۷۰ اس کی قوم کیطرف

ع ٥ ١٤

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

پس اس نے کہا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٥٩﴾ قَالَ

میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ف۲ بولے

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦٠﴾

سردار اس کی قوم کے ۷۱ ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا ہوا

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ

بولا اے میری قوم میں ہرگز بہکا نہیں ۷۲ و لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ

جہان کے پروردگار کا ۷۲ پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں

لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

تم کو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے کیا تم کو تعجب ہوا ۷۳

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے

منزل ۲

ف۱ اچھی زمین ۔ ف۲ ناقص زمین۔

ف۳ تین قصوں میں پہلا قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے بطور لف ونشر غیر مرتب

ہو اس سے معلوم ہوا کہ مشرک اندھا ہے اور ہر موحد کو گمراہ سمجھتا ہے

یہاں تک تینوں دعوے مذکور ہوئے اب اس کے بعد گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے چھ قصے مذکور ہوں گے جو ان تینوں دعووں سے متعلق ہوں گے۔ پہلے تین قصے تیسرے دعوے سے، چوتھا قصہ دوسرے سے، پانچواں قصہ دوسرے اور تیسرے سے اور چھٹا قصہ پہلے دعوے متعلق ہے۔ ۷۰ یہ پہلا قصہ، حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کا سب سے پہلا اعلان ہی یہی ہے اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ ۷۱ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے بڑوں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے اے نوح ہم تجھے کھلی گمراہی میں سمجھتے ہیں کیونکہ تو ہم کو صرف ایک خدا کو ماننے کی دعوت دے رہا ہے جو ہمارے باپ دادا کے دین کے صریح خلاف ہے۔ ای انا لنراک فی دعائنا الی الٰہ واحد فی ضلال مبین (قرطبی ج ۷ ص۲۳۴) ۷۲ قوم نے چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف گمراہی کی نسبت کرنے میں مبالغہ کیا تھا اس لئے انہوں نے بھی نہایت بلیغ انداز میں اپنی ذات سے گمراہی کی نفی کی لیس بی ضللۃ۔ ضللۃ کی تنوین تنکیر کے لئے ہے اور پھر نفی کے تحت داخل ہے۔ یعنی کھلی گمراہی میں ہونا تو درکنار مجھ میں تو گمراہی کا ادنی شائبہ تک نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے میں تو خداوند عالم کا رسول ہوں اور میرا فریضہ یہ ہے کہ اللہ کے پیغامات تم کو پہنچاؤں اور ہر طرح تمہاری خیرخواہی کروں اور یہ بھی یاد رکھو اللہ کی طرف سے جو علوم ومعارف میں جانتا ہوں تم کو ان کا علم نہیں اس لئے میری طرف گمراہی کی نسبت کرنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔ ۷۳ یہ مشرکین کی غلطی کے اصل منشا کا رد ہے یعنی تم صرف اس بات پر حیران ومتعجب ہو کہ تمہاری ہدایت کے لئے تمہاری جنس ہی کے ایک بشر پر اللہ کی طرف سے وحی آگئی فکذبوہ الماضی استمرار کیلئے ہے یعنی وہ ہمیشہ انکی تکذیب کرتے رہے اور مسلسل شرک پر اڑے رہے۔ ای استمروا علی تکذیبہ واصروا بعد ان قال لہم ما قال ودعاھم الی اللہ تعالٰی لیلًا ونہارًا (روح ج ۸ ص۱۵۳)

موضح قرآن ف۱ یہ قدرت اپنی بیان فرمائی باد میں چلنی اور مینہ برسنا اور سبزہ نکلنا اس طرح سمجھایا مردوں کا نکلنا ایک تو مردوں کا نکلنا قیامت میں ہے اور ایک دنیا میں یعنی جاہل ادنی لوگوں میں نبی بھیجا اور علم دیا اور سردار کیا پھر ستھری استعداد والے کمال کو پہنچے اور جن کی استعداد خراب تھی ان کو بھی فائدہ پہنچ رہا ناقص سا۔

ف۱ این مثل است برائے تاثیر پند در قلب سلیم وعدم تاثیر آن در غیر سلیم ۱۲ ف۲ یعنی روز قیامت ۱۲۔

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ

پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ

اور غرق کر دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ

كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

لوگ تھے اندھے اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی

ع ۸ ۱۵

هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

ہود کو ۷۵ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ

معبود اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں بولے سردار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو

سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

عقل نہیں ۷۶ اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ

بولا اے میری قوم میں کچھ بے عقل نہیں ۷۷ لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ

پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ

اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اطمینان کے لائق کیا تم کو تعجب ہوا کہ

---

۷۴ یہ دوسرا قصہ ہے اور تیسرے دعویٰ ہی سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اعلان کیا تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں ۷۵ حضرت ہود علیہ السلام کو قوم نے کم عقلی کا طعنہ دیا اس لئے کہ انہوں نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ای متمکنا فی خفۃ عقل وراسخا فیہا حیث فارقت دین اٰباءک (روح ج ۸ ص ۱۵۵)

۷۶ سفاھۃ کی تنوین اور اس کا نفی کے تحت واقع ہونا مفید مبالغہ ہے۔ یہاں سے اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ تک میں حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کے الزام کی نہایت بلیغ اسلوب سے تردید فرمائی یعنی اے میری قوم میں تو ادنیٰ ترین سفاہت اور کم عقلی سے بھی بالاتر ہوں کیونکہ میں خداوند جہاں کا رسول ہوں اور تمہیں اس کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور پہلے سے تمہارے درمیان خیر خواہ اور امین مشہور ہوں یا مطلب یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی توحید بتا کر اور شرک سے تم کو روک کر تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں اور اللہ کی وحی اور اس کی تبلیغ پر امین ہوں۔ والمعنی انی عرفت فیکم بالنصح فلا یحق لکم ان تتھمونی وبالامانۃ فیما اقول فلا ینبغی ان اکذب (بحر ج ۴ ص ۳۲۴) (ناصح) فیما امرکم بہ من عبادۃ اللہ عزوجل وترک عبادۃ ما سواہ (امین) یعنی علی تبلیغ الرسالۃ واداء النصح (خازن ج ۲ ص ۲۰۴)

جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے
لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ
تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو
خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي
سردار کر دیا پیچھے ف۷۷ قوم نوح کے اور زیادہ کر دیا تمہارے
الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ
بدن کا پھیلاؤ سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا
تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
بھلا ہو بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ کیلئے
وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ
کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے پس تو لے آ ہمارے پاس جس چیز
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ
سے تو ہم کو ڈراتا ہے اگر تو ہے سچا کہا تم پر واقع ہو چکا ہے ف۷۹
عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ
تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے
فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا
ان ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں تم نے ف۲ اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں
نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ
اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی
مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
تمہارے ساتھ منتظر ہوں پھر ہم نے بچا لیا اس کو ف۸۰ اور

ف۱ یعنی قوۃ ۱۲

ف۷۷ اس میں حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے۔
قوت یا پھیلاؤ ف۷۸ قوم نے جواب میں کہا کہ تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور صرف اسی کو پکاریں اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پکارتے چلے آئے ہیں ان کو ہم چھوڑ دیں تو سن لو کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ باقی جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تمہارے بیان میں کچھ سچائی ہے تو وہ عذاب لے آؤ۔ ف۷۹ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا غضب اور اس کا عذاب تم پر مقدر ہو چکا ہے وہ اپنے وقت پر آکر رہیگا مگر تمہاری کم عقلی کی انتہا ہے کہ تم میرے ساتھ ایسے جھوٹے معبودوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ۱۲ ف۸۰ آخر مقررہ اجل پر اللہ کا عذاب آگیا اور پوری قوم کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانیوالوں کے سوا کوئی عذاب سے نہ بچ سکا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بیاد عقوبت را ۱۲ ف۲ یعنی بے اصل است ۱۲

الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ
جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹی ان کی

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع
جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور نہیں مانتے تھے

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ
اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو بولا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ
بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا تم کو

جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ
پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ
اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی سو اس کو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تم کو پکڑے گا عذاب

اَلِيْمٌ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
دردناک اور یاد کرو جب کہ تم کو سردار کر دیا

مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ
عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں کہ بناتے ہو

مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ
نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے

بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا
گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو

ع ۸ ۱۶ ۹ وقف لازم

یہ تیسرا قصہ متعلق بہ دعوی بالشرح ۱۲۰

۱۲ نرم زمین ۱۲

۱۵۹ یہ تیسرا قصہ ہے۔ اور یہ بھی تیسرے دعوی سے متعلق ہے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کے اس اعلان سے ظاہر ہے۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔ اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں اس کے بعد معجزۂ ناقہ کا ذکر فرمایا کہ یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اس کو تکلیف مت پہنچانا ورنہ اللہ کا عذاب آ جائے گا۔ پھر ان کو اللہ کے انعامات یاد دلائے سہولہا۔ سہول سہل کی جمع ہے یعنی ہموار زمین۔

فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ
زمین میں فساد لینے لگے سردار جو ۵۸۲
اسۡتَکۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ لِلَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا
متکبر تھے اس کی قوم میں غریب لوگوں کو
لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡہُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا
کہ جو ان میں ایمان لا چکے تھے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح کو
مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِہٖ
بھیجا ہے اس کے رب نے بولے ہم کو تو جو وہ لے کر آیا اس
مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا
پر یقین ہے کہنے لگے وہ لوگ جو متکبر تھے ۵۸۳ جس
بِالَّذِیۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا
پر تم کو یقین ہے ہم اس کو نہیں مانتے پھر انہوں نے کاٹ ڈالا
النَّاقَۃَ وَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہِمۡ وَقَالُوۡا
اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے رب کے حکم سے اور بولے
یٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ
اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو
الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتۡہُمُ الرَّجۡفَۃُ
رسول ہے پس آ پکڑا ان کو زلزلے نے ۵۸۴
فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰی
پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے پھر الٹا پھرا
عَنۡہُمۡ وَقَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ رِسَالَۃَ
ان سے ۵۸۵ اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام

۵۸۲ لِمَنۡ اٰمَنَ بہ لِلَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا سے باعادۂ جار بدل ہے۔ قوم صالح علیہ السلام کے بڑے اور مغرور لوگوں نے ایمان والوں سے جو بظاہر قوت اور دولت کے اعتبار سے کمزور تھے بطور استہزاء و تمسخر کہا کیا تم صالح کو اللہ کا نبی مانتے ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے پوری جرأت سے کہا "یقیناً ہم حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانتے ہیں۔ اور جو مسئلۂ توحید لیکر وہ آیا ہے ہمارا اس پر بھی ایمان ہے۔ بِمَاۤ اُرۡسِلَ میں مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ **۵۸۳** قوم کے وہی سرکش سردار بولے "ہم تو اسے اور اس کی تعلیم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں"۔ فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ چنانچہ انہوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی کرتے ہوئے اونٹنی کو قتل کر دیا اور از راہِ تعنت و عناد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے اگر واقعی تو اللہ کا نبی ہے تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا تھا اب لے آ۔ ۱۲ **۵۸۴** الرَّجۡفَۃُ یعنی شدید زلزلہ ایسا زلزلہ آیا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکلنے کی فرصت بھی نہ ملی اور وہ جہاں کہیں تھے وہیں ڈھیر ہو گئے ۱۲ **۵۸۵** جب قوم ہلاک ہو گئی تو حضرت صالح علیہ السلام نہایت حسرت و یاس کے ساتھ اپنی قوم سے یوں فرماتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے اے میری قوم! میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا مگر افسوس کہ تم خیر خواہی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہاں حرف نداء اور ضمائر خطاب سے تباہ و برباد شدہ قوم سے خطاب کرنا اور ان کو سنانا مقصود نہیں بلکہ یہ نداء و خطاب محض قوم کی بدقسمتی پر اظہار افسوس اور تحسر کے لئے ہے۔ فتولی عنهم بعد ان جرٰی علیهم ما جرٰی علی ما هو الظاهر مغتمًا متحسرًا علی ما فاتهم من الایمان متحزنًا علیهم (روح ج ۸ ص ۱۶۵) اس سے معلوم ہوا کہ حروف نداء اور ضمائر خطاب سے ہمیشہ کسی کو مخاطب کرنا اور اسے کچھ سنانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے التحیات میں السلام علیك ایها النبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاظر و ناظر ہونے پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ محض دعا ہے اس سے خطاب کرنا اور سنانا مقصود ہی نہیں۔ ۱۲

رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٧٩﴾
اپنے رب کا اور خیر خواہی کی تمہاری لیکن تم کو محبت نہیں خیر خواہوں سے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ
اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی ۵۸۶ قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾
کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ
تم تو دوڑتے ہو ۵۸۷ مردوں پر شہوت کے مارے

النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾
عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گذرنے والے

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
نکالو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی

يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا
پاک رہنا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے ۵۸۸ گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا
اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
ان کے اوپر مینہ یعنی پتھروں کا پھر دیکھ کیا ہوا انجام

ع ١٠
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ
١٢
١٧
گنہگاروں کا اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو ۵۸۹

۵۸۶ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اللہ کے محرمات سے حرام کا سا معاملہ نہیں کرتی تھی۔ اَلْفَاحِشَةَ سے لڑکوں کے ساتھ خلاف فطرت فعل کرنا مراد ہے۔ اس فعل کی ابتداء قوم لوط میں ہوئی اس سے قبل کسی قوم نے یہ فعل نہیں کیا تھا۔ ۵۸۷ یہ اَلْفَاحِشَةَ کی تفسیر ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ـــ بل ترقی کے لئے ہے۔ یعنی برسر عام مجالس میں بھی تم اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ (عنکبوت ع ۳) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ الخ حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کے جواب میں قوم نے فیصلہ کیا کہ ان کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ ۱۲۔ ۵۸۸ اللہ نے اس بدکردار قوم پر آسمان سے پتھر برسا کر اسے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور جو ان پر ایمان لا چکے تھے صرف وہی بچ سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی چونکہ در پردہ مشرکہ تھی اس لئے وہ بھی عذاب میں ہلاک ہوگئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا۔ بارش سے پتھروں کی بارش مراد ہے۔ پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر اوپر سے پتھر برسائے گئے جیسا کہ سورۂ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۱۲ ۵۸۹ یہ پانچواں قصہ ہے اور دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میں تیسرا دعویٰ مذکور ہے یعنی اے میری قوم تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ اور فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ الخ میں دوسرا دعویٰ مذکور ہے۔ قوم شعیب علیہ السلام ان محرمات الٰہیہ کے ساتھ حرام کا برتاؤ نہیں نہیں کرتی تھی بلکہ ناپ تول کے ذریعے دوسرے کا حق مار لینے کو جائز سمجھتی تھی۔ اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ان محرمات کو حرام سمجھیں اور ان ناجائز طریقوں سے لوگوں کے حقوق تلف نہ کریں اور زمین میں شر و فساد نہ پھیلائیں۔ ۱۲

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے سو پوری کرو ماپ

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ

اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا

یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو ۹۰ اور مت

تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ

بیٹھو ۹۱ راستوں پر کہ ڈراؤ اور روکو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

اللہ کے راستے سے جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈھونڈو اس میں عیب

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا

اور یاد کرو جبکہ تھے تم ۹۲ بہت تھوڑے پھر تم کو بڑھا دیا اور دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ

کیسا ہوا انجام فساد کرنیوالوں کا اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ۹۳

مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

ایمان لایا اس پر جو میرے ہاتھ بھیجا گیا اور ایک فرقہ ایمان نہیں لایا

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

سو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے درمیان ہمارے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ۵۱

۹۰ یعنی امور مذکورہ دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہیں بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ اور دعوت توحید کو مان لو المراد بالخيرية مايشمل مر الدنيا والاٰخرة اى ذلكم خير لكم فى الدارين بشرط ان تؤمنوا (روح ج ۸ ص۱۷۱) ۹۱ حضرت ابن عباس، قتادہ، مجاہد اور سدّی سے منقول ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرکین شہر میں آنیوالے تمام راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آتے ان کو روک لیتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو عیاذاً باللہ کذاب (بڑا جھوٹا) کہہ کر ان کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے اور ساتھ ہی ان کو قتل کرنے کی دھمکی بھی دیتے۔ كانوا يقعدون على الطرقات المفضية الى شعيب فيتوعدون من اراد المجئ اليه ويصدونه ويقولون انه كذاب فلا تذهب اليه، كما كانت قريش مكة تفعله مع النبى صلى الله عليه وسلم و هٰذا ظاهر (قرطبی ج ۷، ص۲۴۹) جیسا کہ قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونیوالوں سے کیا کرتے تھے۔۱۲ ۹۲ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر انعام ذکر فرمایا۔ قلت و کثرت سے تعداد کی کمی بیشی مراد ہے یا دولت کی مفسرین نے دونوں قول لکھے ہیں وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ الخ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرو اور اس کی دعوت کو مان لو ورنہ جن لوگوں نے اللہ کی دعوت کو جھٹلایا اور شرک اور دوسرے اعمال بد سے زمین میں فساد پھیلایا ان کا حشر تم دیکھ چکے ہو کہ ان کو اللہ نے کس طرح تباہ کیا تمہارا بھی یہی انجام ہو گا۔۱۲ ۹۳ یہ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے یعنی تم میں سے کچھ لوگ میری دعوت قبول کر چکے ہیں اور کچھ لوگوں نے اس کو رد کر دیا ہے۔ اب تم اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو کہ وہ کس طرح ایمان والوں کو بچاتا ہے اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کرتا ہے۔ فيه وعيد وتهديد يعنى حتى يقضى الله ويفصل بيننا ويعز المؤمنين المصدقين وينصرهم ويهلك المكذبين الجاحدين ويعذبهم (خازن ج ۲ ص۲۱۵)

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی واجب آں بود کہ ہمہ متفق می شدند بر ایمان و چوں متفق نشدند منتظر فیصل کردن باشند ۱۲

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
بولے سردار ۹۴ جو متکبر تھے اس کی قوم میں
لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ہم ضرور نکال دیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو کہ ایمان لائے
مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ
تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے
مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ
دین میں بولا کیا ہم بیزار ہوں تو بھی بیشک
افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ
ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں تمہارے
مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا
دین میں بعد اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے اور ہمارا
يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ
کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے
اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ
اللہ رب ہمارا گھیرے ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیزوں کو اپنے علم میں
عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ
اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا اے ہمارے رب فیصلہ کر ہم میں ۹۵ اور ہماری
قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَ
قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ
بولے سردار جو کافر تھے ۹۶ اس کی قوم میں اگر پیروی کرو گے تم

الا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے ۹۴

۹۴ اس کے جواب میں قوم کے متکبر اور مشرک سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دھمکی دی کہ یا تو تم اپنا دینِ توحید چھوڑ کر واپس ہمارے دین میں آجاؤ ورنہ ہم تم کو اور جو تم پر ایمان لے آئے ہیں سب کو اپنے گاؤں سے نکال دیں گے۔ قَدِ افْتَرَيْنَا الخ جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے دینِ شرک سے محفوظ فرما لیا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں لہٰذا اس کے سوا پکار کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم تمہارے دین پر آجائیں اور تمہاری طرح شرک کرنے لگیں تو یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان اور افتراء ہوگا ہم سے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے دین پر آجائیں۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ یہ استثناء منقطع ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ **۹۵** جب حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے تمرد و عناد کو دیکھ کر ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوم کی ایذاء رسانی انتہاء کو پہنچ گئی تو آپ اللہ تعالیٰ سے آخری فیصلے کی دعاء مانگی۔ قال ابن عباس وکان شعیب کثیر الصلاۃ فلما تمادی قومہ فی کفرھم وغیظھم ویئس من صلاحھم دعا علیھم فقال ربنا افتح الخ فاستجاب اللہ دعاءہ فاھلکھم بالرجفۃ (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۱)۔ **۹۶** قومِ شعیب علیہ السلام کے مشرک سردار اپنے ہم مسلک لوگوں کو دینِ حق قبول کرنے سے روکنے کیلئے ان سے کہتے تھے اگر تم نے شعیب کی بات مان لی تو تم خسارے میں رہو گے۔ کیونکہ اس کا دین قبول کر لینے کے بعد تم ناپ تول میں کمی بیشی سے جو کچھ کماتے تھے، وہ نہیں کما سکو گے۔ نیز ہدایت کے عوض گمراہی خریدو گے جو سراسر خسارہ ہے مشرکین شرک کو ہدایت اور توحید کو گمراہی سمجھتے تھے ای مغبونون لاستبدالکم الضلالۃ بالھدی و لفوات ما یحصل لکم بالبخس والتطفیف (روح ج ۹ ص ۶)